الحمد للہ والمنة کہ کتاب مستبر و مستند قابل خواندن محرم الحرام مقبول الخواص

ذکر الشہادتین

از تالیفات جناب مخدومی معظمی احمد خان صاحب صوفی مدظلہ العالی

مطبع صوفی پنڈی بہاؤالدین میں طبع ہوا

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ
ذکر الشہادتین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد ہے اوس خالق جہان کے لیے
کہ جسکا نام ہے اب تقا زبان کے لیے

جو خاص بندے تھے اوسکے اونھون نے دنیا مین
شہید ہو کے مزے عمر جاودان کے لیے

وہ دوست اوسکا محمدؐ رسول برحق ہے
کہ جسکا ہمکو وسیلہ ہے دو جہان کے لیے

اما بعد قلم سینہ چاک بیان واقعہ کربلا سے اشک ریزان اور برنگ دیدہ ماتم زدگان گریان ہے جو سطر کہ خامہ مقطوع اللسان صفحہ قرطاس پر لکھتا ہے صف ماتم سے زیادہ ہے اور جو رشحہ کہ اوس سے کاغذ پر گرتا ہے چشم یتیم بنکر رونے پر آمادہ ہے حرف حرف دائرہ نشین الم ہے نقطہ نقطہ اس کتاب کا پر غم ہے ہر ایک بیت بیت الاحزان ہے

ہر مصرعہ مصرعۂ آہ سے دست و گریبان ہے جو مضمون کہ دل سے پیدا ہے فردۂ زرد و
الم سے مملو ہوا جو نقطہ کہ کتاب پہ ہویدا ہے وہ جرثیۂ غم کا ہم پہلو ہے اور کیونکر نہو کہ
ماجرائے شہادت شہنشاہ کربلا ایک سانحہ ہے قیامت خیز اور یہہ حال پر ملال ایک واقعہ
عبرت انگیز مقام غور ہے کہ نبی کا فرزند جو امت کا پیشوا تھا وہ خاص امت ہی کے ہاتھ سے
قتل ہو جائے اور جائے افسوس ہے کہ جو لوگ کلمہ گو تھے اون ہی کے ہاتھ سے امام تشنہ کام ایک قطرہ پانی کا
نپائے گیا امام ساقی کوثر کا نواسا اور باوجود اسکے پیاسا پیاس مین آب خنجر کو آب بقا
جاننے والا میدان رضا و تسلیم مین ثابت قدم خدا کو پہچاننے والا لب ہر زخم سے شکر گزار
خنجر قاتل تمنائے وصال خالق اکبر مین خوشدل گرفتار محنۂ بلا مہمان وادی کربلا نور دیدۂ
مصطفےٰ لہر در سینہ مرتضیٰ زینت آغوش فاطمہ زہرا کشتۂ رسول خدا سرور صفیا دلبر اولیا
گوشوارۂ عرش معلی جگر پارۂ خیر الورا امام الثقلین مقتدا القبلتین سیدنا ابا عبد اللہ الحسین
صلوات اللہ علیہ فی الکونین ؛؛

جواب

محمد عربی پر درود اور سلام ۔ حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

غزل

بیا کہ ذکر شہنشاہ کربلا اینجاست ۔ بیا کہ پیش نظر رحمت خدا اینجاست
بیا کہ شمع فرو ریزد اشک گرم ز دل ۔ بیا کہ سوز دل و گریہ جانفزا اینجاست
بیا کہ ذکر حسین است نشتر رگ جان ۔ بیا کہ خون دل از دیدہ ریختہ اینجاست
بیا کہ وصف قد ہمچو سرو او گویند ۔ بیا کہ حشر بپا از حدیث ما اینجاست

بیا کہ صوفی دلخون چو بوی غنچہ گل	زخویشتن بیرو و باز در شما اینجاست

اے گدایان کوی محمدی و اے فدایان روح احمدی جانو اور آگاہ ہو کہ ذکر کرنا رسول مقبول اور اولاد بتول کا باعث حسنات اور موجب برکات ہے اور ایسے نبی کا ذکر جسنے ہم گنہگارونکو آتش دوزخ سے بچایا اور اپنی شفاعت کا امیدوار فرمایا بہر حال وسیلہ نجات ہے علی الخصوص دونوں شہزادہ کونین حضرات امام حسنین علیہم السلام کی محبت باعث حصول حیات دنیا اور موجب رفع درجات عقبیٰ ہے خوشا حال اون مسلمانوں کا کہ اونکا حال سکر سرشک غم آنکھوں سے بہائیں اور شب و روز آپکے نام پر اپنا جان و مال لٹائیں

غزل

جائیکہ ہست ذکر حسین و بلای او	رحمت نزول میکند از کبریای او
آبی زند با تش دوزخ درین جہان	چشمیکہ ہمچو ابر بگرید برای او
گوہر ببار از صدف دیدہ بر حسین	کاو گل بروز حشر بیابی بہای او
آن سر کہ جای داشت بپہلوی مصطفےٰ	از جور کوفیان شدہ بر نیزہ جای او
بردند تیرہ دل سر آن شاہ دین بشام	پر نور گشت شام ز صبح لقای او
او رفت تشنہ لب جہان جہان بشوق	سر میزند چو سایہ بہر نقش پای او
بخت جو جرم من بقیامت عجب مدار	او پادشاہ عالم و صوفی گدای او

روایت ہے کہ بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلم ہیکر سے میرا اوسکو لازم ہے کہ محبت پیدا کرے میرے اہلبیت سے اور فاطمہ میری سردار ہے بہشت کی بیبیوں کی اور حسن حسین سردار ہین بہشت کے جوانوں کے اور یہ دونوں

ہین بیری دنیا مین جس شخص نے کہ دوست رکہا انکو گویا دوست رکہا مجہکو اور
جس نے کہ بغض رکہا انسے گویا بغض رکہا مجہسے یہانسے رسول مقبول کی دونون شہزادوں سے
ساتہہ محبت دیکہنی چاہیے کہ کس رتبہ پر تہے افسوس کہ بعد رسول مقبول کے اون دونون ریحان
مصطفوی اور دل و جان مرتضوی کے ساتہہ اشقیا نے یہہ کام کیا کہ ایک کو تو زہر ہلاہل سے پارا پارا
اور دوسرے کو میدان کربلا مین تشنہ لب شہید کر ڈالا

قطعہ

ہست بر اہل معرفت روشن	صفت حضرت حسین و حسن
آن یکے نور دیدہ نبوی است	وان دگر شمع جان مصطفوی است
آن یکے اختریست تابندہ	وان دگر گوہریست رخشندہ
آن یکے ماہ آسمان جلال	وان دگر سرو بوستان جمال

روایت ہے کہ ایک دن جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گہر تشریف لائے ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کے رونے کی آواز گوش مبارک مین آئی آپ نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ ای فاطمہ کیا تم نہین جانتی ہو
کہ حسین کے رونے سے مجہکو تکلیف ہوتی ہے دوستو غور کرنیکا مقام ہی کہ ذرا سے رونے پر
تو آپکے دل پر صدمہ ہوا اور پہر اون اشقیا کے کہ امام تشنہ کام کو تین روز تک بہوکا اور
پیاسا میدان کربلا مین رکہا اور پشت زین سے فرش زمین پر لٹاکر اوس گلوی تشنہ پر
جو بوسہ گاہ پیغمبر تہا خنجر چلادیا اور خون اونکا میدان کربلا کی زمین پر بہادیا اس ایذا
رسانی سے روح پاک صاحب لولاک پر کیسا کچہہ صدمہ نہ گزرا ہوگا خصوصاً تمام

نونہالان باغ نبوت کا شہید ہو جانا اور عورات کا قید خانہ مین تکلیف اوٹھانا کیسا کچھ صدمۂ عظیم ہی چنانچہ یہانسے اون اشقیا کا ظلم بچشم خیال تصور کرلینا چاہیے نظم

دریای فتنہ موج زد و دشمنان چو سیل	خود را بران امام و فا و از بختند
پرہای بلبلان سخنگوی سوختند	خونہای طوطیان شکرخوار ریختند
آن سرو بوستان امامت ز پا فتاد	حوران سرشک بر گل رخسار ریختند
مرغان کربلا ز پی ماتم حسین	خون بر لب فرات ز منقار ریختند

روایت ہی کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین منبر پر خطبہ پڑہتے تہے اسی اثنا مین دونون صاحبزادے حضرات حسنین علیہم السلام مسجد مین تشریف لائے مگر بسبب خوردسالی کے بخوبی طاقت رفتار نہی لگہان پانون مین لغزش ہوئی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامنے سے یہ دیکہکر خطبہ چہوڑ دیا اور منبر سے اترکر دونون شاہزادون کو گود مین لے لیا اور حاضرین مسجد سے فرمایا کہ مین ان دونون کی یہہ حالت دیکہکر کہ چلنے مین پانون لغزش کرتے ہین صبر نکر سکا یہانتک کہ خطبہ چہوڑ دیا اور ان دونون کو اوٹہالیا اے لوگو یہان تو رسول مقبول کی یہہ محبت کہ گرنیکے خیال سے خطبہ چہوڑ دیا اور دونون شہزادونکو گود مین اوٹہالیا اور وہان میدان کربلا مین ظالمونکی یہہ شقاوت کہ امام مظلوم کو پشت زین سے زمین پر گرا دیا اور اوس جسم لطیف کو جو کہ رسول مقبول کی کنار عاطفت مین پلا تہا تیرونکا نشانہ بنایا اور اطفال خوردسال کو ایک ایک قطرۂ آب سے ترسایا اور خیمۂ رسالت پناہی کو آگ لگاکر جلا یا سوچنے کی

جلد ہے کہ ارواح طیبات پر اوس وقت کیسا صدمہ گزرا ہوگا رباعی

ای تشنۂ کربلا شہید اکبر	سیراب گلوی تو ز آب خنجر
تو آب شیافتی ز دست اعدا	امت تو آب خواہ در روز محشر

روایت ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی حضور مین روتی ہوئی آئین اور عرض کیا کہ باباجان آج صبح سے شام ہو آئی کہ میرے دونون صاحبزادے ابتک گھر مین تشریف نہین لائے اس سبب سے مین بیقرار اور اشکبار ہون یہہ سنکر آپ بھی بیقرار ہوگئے اور دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگی یا الٰہی الغیاث اگر حسنین کسی جنگل مین ہون تو اونکی حفاظت کیجیو اور اگر دریا مین ہون تو اونکو ڈوبنے سے بچائیو ہنوز یہہ دعا ختم نہوئی تھی کہ جبرئیل امین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ زیادہ بیقرار نہون دونون صاحبزادے اس شہر کی گورستان مین موجود ہین یہہ سنکر آپ اوٹھ کھڑے ہوے اور اوس مقام پر جا کر دونون صاحبزادونکو صحیح وسالم پایا اور اپنی گود مین اوٹھا لیا فرشتون نے اپنے پرونکا سایہ کیا صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایک صاحبزادہ کو ہمکو دیجئے آپکو تکلیف ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ حسنین بہتر مردم ہین جا. اونکا نانا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باپ اونکا علی مرتضیٰ شیر خدا اور ماں اونکی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اب یہانسے قیاس کرنا چاہئے کہ تھوڑی دیر جو دونون صاحبزادے گھر مین تشریف نہ لائے تو جناب فاطمہ زہرا اور رسول خدا کا یہہ حال ہوا افسوس میدان کربلا کی بیکسی اور تنہائی اور تین روز تک ایک قطرہ پانی کا نپانا اور زخمونکی ذیت اوٹھانا کیسا کچھ صدمہ عظیم ہے کہ زبان قلم جسکے بیان سے قاصر ہے رباعی

زین بعد خامہ را ہوس گفتگو نماند		دل چاک چاک گشت کہ جای رفو نماند
لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان	جواب	ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند
محمد عربی پر درود اور سلام		حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

اے لوگو حضرت امام علیہ السلام کی شہادت کا بیان تو کتابون مین اسقدر ہے کہ شرح و بیان سے باہر ہے مگر چونکہ یہان اختصار پر نظر ہے اسواسطے روایات معتبر کا بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ سامعین کیواسطے موجب عبرت اور سبب حسرت ہو مقام غور ہے کہ حین حیات مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام کی شہادت کا حال معلوم ہونا اور زبان جبرئیل سے پیہم یہہ خبر سنکر رونا بلکہ اونکا مقتل کی مٹی لاکر دینا اور رسول مقبول کا اپنے ہاتہہ مین لینا اور پہر حضرت ام سلمہ کو یہہ کہکر حوالہ فرمانا کہ ای ام سلمہ اس خاک کربلا کو شیشہ مین رکہو جب یہہ خاک خون ہوجائے اوسوقت جاننا کہ میرے فرزند حسین علیہ السلام نے میدان کربلا مین شہادت پائی یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ امام علیہ السلام کا شہید ہوجانا خود ایک قیامت کا برپا ہونا تہا مگر حالت حیات مین حضرت رسول مقبول اور حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کا اس حال سے مطلع ہونا اور فرط محبت سے رونا الیسا صدمہ عظیم ہی کہ جسکے بیان سے دل غمناک و نیم ہی **غزل المولفہ**

حال شہادت تو بیان میکنیم ما		دریای خون ز دیدہ روان میکنیم ما
گر سنگ نالد از سخن ما عجب مدار		نام حسین ورد زبان میکنیم ما
ہر گہ کہ نام کرب و بلا بر زبان رسد		مانند نے ز درد فغان میکنیم ما

تا چشم روزگار بنالد بحال خویش	سر شہادت تو عیان میکنیم ما
ما را چہ غم آمد و دل پارہ پارہ شد	صوفی بیا کہ کار کتان میکنیم ما

روایت ہے کہ اکثر اوقات حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں تین صدمے بہت بھاری اوٹھائے ایک تو حضرت نبی آخر الزمان کا میرے روبرو وفات فرمانا دوسرے حضرت فاطمہ زہرا کا دنیا سے اوٹھ جانا تیسرے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت اپنی زندگی میں پانا ان تینوں صدموں سے میرا دل پارہ پارہ ہے لیکن قضا و قدر سے کیا چارہ ہے اب امام علیہ السلام کی تنہائی اور بیکسی کو غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ خبر شہادت چار برس کی عمر سے مشہور ہوئی تھی مگر چونکہ تنہائی اور بیکسی لازمہ شہادت ہے اسواسطے پہلے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ سر سے جدا ہوا بعد اوسکے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے انتقال فرمایا بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنکھوں کے سامنے شہید ہوئے پھر بڑے بھائی حضرت امام علیہ السلام نے زہر ہلاہل سے شہادت پائی جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا کوئی یار اور یاور اور کسی کا سایہ سر پر نہ رہا اوسوقت کوفیوں نے دغا سے میدان کربلا میں بلاکر اونکے گلوئی تشنہ پر خنجر جفا پھیر دیا اور عورات کو نرغہ میں گھیر لیا اور تین روز برابر اطفال خوردسال کو ایک ایک قطرہ آب سے ترسایا اور کسی نے ساتوین محرم سے دسوین تاریخ تک ایک قطرہ پانی کا نہ پایا لا اعلم

نظم

سوز دل مبارک لب تشنگان مپرس	زان ریگہا کہ فرش بیابان کربلاست

از خون ناب دیدهٔ لب تشنہ حسین	لعلیست آبدار کہ در کان کربلاست
آن جان سپردہ تشنہ و تار از رو شوق	جان تشنہ محبت سلطان کربلاست

چنانچہ پہلے جو بڑا سایہ حضرت امام علیہ السلام کے سر پر سے دور ہوا اوسکا اول بیان کرنا
ضرور ہوا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے انتقال فرمانا قیامت سے
کم نہیں علی الخصوص دونوں صاحبزادوں کا خوردسالی میں یتیم ہوکر صدمہ اوٹھانا اور
حضرت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ کا سمجھانا ایسا واقعہ جانکاہ ہے کہ جسکے بیان سے کلیجا
مونہہ کو آتا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے محمد عربی پر درود و سلام بھیجو

بیان وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قلم مصائب رقم کی آنکھوں سے اشک سیاہ صفحہ قرطاس پر گرتے ہیں کہ ذکر وفات خیر البریہ
کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کسطرح بیان کرے اور خامہ مقطوع اللسان
یہ مضمون کیطرح تحریر کرتا ہے کہ یہہ واقعہ قیامت خیز اور سانحہ عبرت انگیز کیونکر لکہے
سطروں کو کتاب پر پیچ و تاب اور نقطہ نقطہ اس بیان سے بیتاب ہوا جاتا ہے
مقام غور ہے کہ جسکے واسطے زمین و آسمان بلکہ ہژدہ ہزار عالم عالم ظہور میں آیا ہو
وہی اس عالم سے اوٹھہ جائے اور مشتاقان شیدا سے وہ رخ پاک جو آئینہ خدا نما تھا چھپایا جائے
پس زبان کو اس بیان کی طاقت اور قلم کو اس حال پر ملال کے لکہنے کی جرأت نہیں مگر
واسطے تسکین دل ماندہ دلگیر کے حیات النبی خیال کرکے خامہ بریدہ زبان اس حال کو بھی
لکہتا ہے تاکہ سامعین کو سنکر اور بھی زیادہ عبرت اور حرف حرف باعث افزونی حسرت ہو

فوت شد اندیشہ مرگ مصطفیٰ یاد کرد	شادی دل طرب جملہ رہا باید کرد
چون سپہر دو کون جاوید نماید	یارانِ طلح تمام چسرا باید کرد

روایت ہے کہ جب آپ کو حال اپنی وفات کا معلوم ہوا ایک بار مسجد میں آکر
خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو زینت حیات دنیا اور نعمت
بہشت میں اختیار فرمایا لیکن وہ بندہ اوسکا پھر نہ دنیا میں بسر کرنے کی طرف راغب ہوا
اور پھر کر زینت حیات دنیا کیطرف میل نکیا عاشق تھا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
یہہ سنکر کمال محزون ہوئے اور مسجد میں رونے لگے اوسی سال جناب سید کائنات علیہ السلام
نے حج ادا کیا پھر شاید اتفاق حج کا نہو اسیواسطے اوس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں اور
اوسی سال میں جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبوی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم پڑھی آپ
اہل بقیع اور شہدای احد کیواسطے دعای مغفرت فرماکر کلمات رخصت فرمانے لگے
اور اپنی رحلت کا حال زبان پر لانے لگے روایت ہے کہ مرض کی ابتدا حضرت میمونہ
خاتون کے گھر میں ہوئی یعنی درد سر وہاں لاحق ہوا جبکہ درد سر کی شدت اور بخار کی حرارت
ہوئی ساری ازواج مطہرات یہہ خبر سنکر وہیں حاضر ہوئیں آپ نے سب کیطرف متوجہ
ہوکر کہا کہ کل میں کہاں ہونگا اور مکرر ارشاد کیا اس بات کو اس بیان سے مقصود
آپکا یہہ تھا کہ ایام مرض میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف
فرما ہوں چنانچہ ساری ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ زہرا اسی بات پر راضی
ہوئیں کہ آپکو میمونہ خاتون کے گھر سے عائشہ صدیقہ کے گھر لیجانا چاہیے چنانچہ

خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اوسی حال مین دونون ہاتھ اوپر دوش اہلبیت کے رکھکر
عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف لائے عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایکبار مرض
رسول خدا کے مرض سے سخت تر مینے نہین دیکھا کہ شدت تپ سے کوئی بدن مبارک
پہر ہاتھ نرکھہ سکتا تہا ابن مسعود سے روایت ہے کہ تین دن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہی حال رہا اور نہایت ضعیف و ناتوان ہوگئے اوسوقت مینے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپکا تو تین ہی دن مین یہہ حال ہوگیا آپنے فرمایا کہ اے ابن مسعود
جسقدر دنیا مین مصائب ہین اوسکے حق تعالی اسے تین حصے کیے ہین ایک حصہ
مین تو سارا عالم اور دو حصے مین کل انبیای مکرم ہین اور جسطرح سے کہ مصائب اونکے اوپر
زیادہ آتے ہین اوسیطرح وہ ثواب بہی سب سے دونا پاتے ہین چنانچہ میری تکلیف سب سے
دونی اور میرا مرض تم سب سے دوچند ہے ابوسعید کہتے ہین کہ شدت اور حرارت تپ کی چادر
اوپر سے معلوم ہوتی تہی اور کوئی بدن مبارک پر ہاتھہ نرکھہ سکتا تہا روایت ہے
کہ ایام مرض مین آپنے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میرے
فرزندون کو اسوقت میرے سامنے لاؤ اور مجہکو اونکا جمال جہان آرا دکہاؤ فاطمہ زہرا
عاشق رسول خدا حسن اور حسین دونون لخت جگر کو لیکر حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ یا رسول
اللہ انکو کچہہ میراث بخشئے آپنے فرمایا کہ حسن کو خصلت اور سیادت اور حسین کو سخاوت اور
شجاعت میری نصیب ہوگی اوسوقت حضرت امام حسن کی ساڑھے سات برس کی عمر
حضرت امام حسین کی ساڑھے چھہ برس کی تہی جگر گوشگان رسول راحت جان بتول ابہی

جناب امجد کو اس حال میں دیکھکر بہت ملول ہوئی اور فریاد و زاری شروع کی اونکے
رونے سے حضرت فاطمہ زہرا اور عائشہ صدیقہ اور جو لوگ اوسوقت گھر میں حاضر تھے
سب رونے لگے آپ نے آنکھہ کھولی اور اونکو پیار کیا اور گلے سے لگایا اور بہت دلاسا
دیا اور فرمایا کہ میرے بعد تم سب لوگ میرے ان دونوں صاحبزادوں کو بہت عزیز رکھنا
کہ زیب آغوش بتول اور زینت دوش رسول ہیں سوا افسوس کہ امت نے بعد اپکے ایسا
عزیز رکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی دل خوب جانتا ہوگا روایت ہے
کہ ایام مرض میں بھی آپ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز با جماعت ادا فرماتے تھے
تین دن قبل وفات کے حکم ہوا کہ ابو بکر صدیق نماز پڑھائیں عائشہ صدیقہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ آپکی بیماری کے سبب مبتلائے الم ہے یہہ حکم اور کسیکو ہو
کہ نہیں ابو بکر صدیق نماز پڑھائیں الغرض جسوقت بلال سراپا ملال نے عشا کی اذان
دی اور ابو بکر صدیق بموجب حکم نبوی مسجد میں آئے اور نماز کیواسطے کھڑے ہوئے پر مقام
خیر الانام خالی دیکھکر بیہوش ہوگئے اور یہہ فرماتے ہوئے گر پڑے ع در نماز م خم ابروے تو
تا یاد آمد حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد سارے اصحاب رسول خدا نے مسجد میں شور محشر
برپا کیا گریہ و زاری کی صدا گوش رسول خدا تک پہونچی آنکھہ کھولکر فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ مسجد
میں کیسا شور ہے بیٹی نے جواب دیا کہ ابو بکر صدیق نے نماز پڑھائی تہی سارے اصحاب آپکا
مقام خالی دیکھکر بیتاب ہوگئے اور مسجد میں بیٹھے رو رہے ہیں آپ یہہ حال سنکر بہ بیاری
علی و عباس مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عاشقان رسول اسقدر کیوں ملول ہو

حضرت آدم کے وقت سے آجتک کوئی نبی اپنی امت مین ہمیشہ نہین رہا ہے مین
بھی نہین رہونگا یہہ فرماکر خود بھی آبدیدہ ہوئے اور سب کی تسلی فرماکر دولتخانہ نبوت کاشانہ
مین تشریف لائے روایت ہے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کنار پاک مین آپکا
سر مقدس تھا پسینا پیشانی انور سے جاری ہونے لگا اور غش آنے لگا فاطمہ زہرا یہہ حال دیکھکر گریہ و
زاری کرنے لگین آپنے اونکی رونے سے آنکھہ کھولدی اور فاطمہ زہرا کو اپنے پاس بلایا
اور فرمایا کہ اے جان پدر اسقدر نہ مضطر ہو داغ تیری یتیمی اور بیکسی کا میرے کلیجہ پر ہے خدا
اکبر تجہہ کو صبر و استقلال رحمت فرمادے یہہ فرماکر حضرت علی کی طرف آپ متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے
کہ اے علی مرتضی فاطمہ زہرا اب یتیم اور بے پدر ہوتی ہے تیری دختر نور نظر ہے بہت خستہ جگر ہوگی
تم ہر امر مین اوسکی پاسداری اور خاطرداری کرتے رہنا روایت ہے کہ دو دن
حضرت جبرئیل علیہ السلام عیادت کیواسطے آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپنے ارشاد فرمایا کہ
بہت ناساز ہے تیسرے دن جبرئیل امین پھر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آج حق تعالی نے
ملک الموت کو حضور مین بھیجا ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہووے آپنے حکم دیا کہ آوے جبرئیل علیہ السلام
نے الوداع الوداع کہتے ہوئے رو دیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج سے پھر اتفاق دنیا مین آنیکا نہوگا میرا آنا جانا دنیا مین
صرف آپ ہی کیواسطے تھا سو آج ختم ہو گیا راوی لکھتا ہے کہ ملک الموت بصورت اعرابی
دروازہ پر آئی اور باواز بلند پکاری اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اجازت ہو تو گھر
مین آؤن اوسوقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپکے سرہانے بیٹھی تہین جواب دیا

کہ رسول خدا اشد مرض میں مبتلا ہیں اسوقت ملاقات نہوگی پھر اذن طلب کیا وہی
جواب پایا تیسری بار ملک الموت نے ایسی آواز دہشتناک سے اجازت چاہی
کہ سننے والوں کا بدن بہت سخت کانپنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولکر پوچھا
کیا حال ہے سیدہ نے عرض کیا کہ ایک اعرابی دروازہ پر کھڑا ہے اور اجازت اندر
آنے کی چاہتا ہے ہر چند عذر کرتی ہوں نہیں مانتا آپنے فرمایا کہ ای فاطمہ یہ اعرابی
نہیں ملک الموت ہی یتیم کرنیوالا فرزندونکا اٹھانیوالا لذتونکا بیوہ کرنیوالا عورتونکا یہ
سنکر حضرت سیدہ رونے لگیں آپنے فرمایا جان پدر مت رو تیری رونے سے اور لوگ
بھی روتے ہیں بعد اسکے عزرائیل کو بلایا اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خداوند تعالے
نے مجھے حضور کا فرمانبردار کیا ہے اور حکم ہے کہ بغیر اجازت روح پر فتوح کو قبض نکروں
آپنے فرمایا کہ آگے آؤ اور جس کام کیواسطے مامور ہوئے ہو وہ عمل میں لاؤ پس ملک الموت
قبض روح پر فتوح میں مشغول ہوئے روایت ہے کہ جانکنی کی شدت آپ کے
اوپر اسقدر تھی کہ رنگ چہرۂ مبارک کا کبھی زعفرانی اور کبھی ارغوانی ہوجاتا تھا
ملک الموت سے پوچھا کہ جانکنی میں اسقدر تکلیف اوروں پر بھی ہوتی ہے اونہوں نے
عرض کیا یا رسول اللہ جسقدر تکلیف اوروں پر ہوتی ہے اوسکا ایک حصہ بھی آپکے اوپر
نہیں ہے یہ سنکر آپ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا واامتاہ اے عزرائیل جسقدر تکلیف میری
امت پر ہو وہ اوسکی عوض سب مجھپر تمام کرتا کہ میری امت اس رنج و اذیت سے
محفوظ رہے عزرائیل نے عرض کیا یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین آپ اسکا کچھ غم نفرمائیے

آپکی امت کی روح باسانی قبض کرونگا حالت نزع روح مین سر مبارک حضرت عائشہ
صدیقہ کے زانو پر تہا ہاتہہ آسمان کیطرف اوٹہاکر فرماتے تہے وہو الرفیق الاعلے
کہ یکبار گی روح پرفتوح قالب پاک سے پرواز کر کے متوجہ باعلی علیین ہوئے قالو انا للہ وانا
الیہ راجعون اب گریہ وزاری حضرت فاطمہ زہرا اور ازواج رسول خدا کی کیا
بیان کیجا حضرت فاطمہ زہرا روتی تہین اور فرماتی تہین بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر
قربان اب حسنین کیواسطے بہشت سے میوی کون منگائیگا بابا جان بغیر آپکے ان دونو کو
آغوش مین کون کہلائیگا بابا جان فاطمہ کو اپنے ساتہہ ضرور لینا بابا جان مجہکو تشفی سے
صبر مت دینا بابا جان مجہکو اپنے پاس بہت جلد بلانا اس مشتاق کو جلد تر اپنا جمال باکمال
دکہانا چنانچہ چہہ مہینے تک اسیطرح فراق پدر مین نالان اور گریان رہین آخر بعد چہہ مہینے
کے انتقال فرمایا عائشہ صدیقہ روتی تہین اور کہتی تہین افسوس وہ نبی آخر الزمان
جسنے امت کیواسطے اپنے اوپر تکلیف گوارا فرمائی اور ایک دن روٹی جو کی سوہ
ہو کر نکہائی گوہر دندان اوسکا سنگ جفا سے شہید ہوا مگر سوا صبر اور شکر کے کچہہ زبان سے
نہ نکالا تمام تمام رات دو دو رکعت نماز مین صبح کر دیتے تہے کہ پای مبارک ورم کر جاتے تہے
رات دن امت عاصی کے غم مین رونا نہ دن کا کہانا نہ رات کا سونا اصحاب کبار یہہ سنکر بیقرار
ہو گئے مسجد مین شور قیامت برپا ہوا یار غمگسار ابوبکر صدیق روتی ہوئے گہر مین تشریف لائے
اور اوس چہرۂ نورانی سے کپڑا اوٹہایا اور پیشانی نورانی کو بوسہ دیکر فرمایا

رفتنے و مرا خبر نکردے		بر حکیم نظر نکردے

لہذا وہ روتے ہوئی مسجد مین آئی اور سب حال بیان کیا اصحاب جو مسجد مین حاضر تھے
بیہوش اور بعضی از خود فراموش ہو گئے الغرض اصحاب کبار اور زمرۂ اہلبیت اطہار
موافق وصیت کے تجہیز و تکفین عمل مین لائے اور اوسی حجرے مین کہ عائشہ صدیقہ کا دار القرار اور
بیت وصال تہا آپ کو رکہا اور قبر بنائی اب عائشہ صدیقہ کی مصیبت کو ذرا چشم خیال دیکہنا
چاہیے کہ یا تو شب و روز جمال باکمال حضرت سید ابرار کا دیکہکر دل کو خوش کرتی تہین یا اوسی
گہر مین رات دن قبر محبوب کو دیکہنا اور نعمت ہمکلامی کو یاد کرکے رونا تہا اب اصحاب کی فریاد
و زاری ایک کو دیکہکر دوسرے کی بیقراری کیا بیان کیجائے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے
کہ جو کوئی میری سامنے یہہ کہیگا کہ رسول مقبول نے اس جہان سے رحلت فرمائی تو مین اوسکو
فوراً ہلاک کر دونگا اسیطرح بعضے اصحاب بیٹہکر نہ اوٹہہ سکتے تہے بعضے سکتے کی حالت مین
ہر ایک کا مونہہ تکتے تہے اور بعضے اسی غم و اندوہ مین مدینہ چہوڑ کے شام کو چلے گئے
اور بعضے بحال تباہ وہین رہے

مخمس لمؤلفہ

دفن جب عائشہ کے گہر مین ہو سلطان امم	سارے اصحاب وہان بیٹہہ کے روتے پیہم
سکتے تہے حضرت صدیق بچشم پر نم	ولہ سے سخت عمر کے دل داغ جدائی کا الم
کوئی مونس نہ رہا اور نہ کوئی ہمدم	چہپ گیا زیر زمین ہائے وہ خورشید عجم
عمر بعضے اور عثمان کو تہا عجب طرح کا غم	روکے عثمان غنی کہتے تہے سب بہ غم

چیست در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ہجر فرقت سے اگر عائشہ گھبراتی تہین
غم کے ہاتھون سے نہ آرام کبھی پاتی تہین
شب کو سوتی نہ تہین اورون کو جگاتی تہین
درد دل کہنے مین ہر ایک سے شرماتی تہین

ہر قدم انور محبوب کو دیکہہ آتی تہین
آنسو آنکہون مین ہر ایک بات پہ بھر لاتی تہین
وہ دو دن تک یہین ایسے غم مین وہ رہ جاتی تہین
قبر کو دیکھ کے ہر وقت یہہ فرماتی تہین

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہہ تو کس منہہ سے کہون گہر مین وہ سرکار نہین
بات کرتی ہون مگر لذت گفتار نہین
غم یہہ کھاتی ہون کہ اب کوئی غمخوار نہین
دل ٹھکانے نہین جب سے کہ وہ دلدار نہین

گہر وہی ہے مگر ایک رونق دربار نہین
پاؤن چلتے ہین مگر طاقت رفتار نہین
زور تن مین نہین قابو مین دل زار نہین
طاقت صبر نہین دولت دیدار نہین

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

لٹ گیا باغ میرا مین ہون بہ رنگ بلبل
جسکی پروانہ بنی شمع ہوئی آج وہ گل
شام سی آتی ہے جب یاد وہ اوسکی کاکل
جب سے پوشیدہ ہوا خاک مین وہ شاہ رسل

داغ سینہ پہ ہزارون ہین کہان نکہت گل
میری آنکہون مین سیہ ہو گیا عالم بالکل
صبح تک حال پریشان ہے بشکل سنبل
روتے ہین جن و ملک کہتے ہین ایسے یہہ غل

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

فاطمہ کہتی نہیں ہے سخت مصیبت میری — لطف جینے کا نہیں تنگ ہی جان میری
باپ کو سب سے زیادہ تھی محبت میری — ہائے کس طرح گوارا ہوئی فرقت میری
چھٹن باپ کے زائل ہوئی طاقت میری — اب تو رونے کی شب و روز ہی عادت میری
یک بیک ہوگئی برگشتہ جو قسمت میری — لٹ گئی گردش افلاک سے دولت میری

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

رو کے صدیق یہ کہتے تھے کہوں کیا احوال — چھپ گیا زیر زمین وہ مہ فرخندہ خصال
شام سے آتا ہے جب بنت پیمبر کا خیال — اپنا جینا مجھے ہو جاتا ہے اوس وقت وبال
رنج تھا حیدر و عثمان غنی کو جو کمال — تیغ ابرو کے تصور میں گرے ہوکے نڈھال
ساری عشاق کا اوس وقت عجب ہوتا تھا حال — جس گھڑی سنکے کھڑی ہوکے سناتے تھے بلال

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

محمد و علی پر درود اور سلام — حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

احوال حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا وقت ولادت تا وفات

راویان سخن گفتار اور ناقلان خجستہ آثار نے احوال حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

اسطرح زیب رقم فرمایا ہے کہ وہ نونہال چمن محمدی نوباوہ گلشن احمدی گوہر درج
معرفت اختر برج ہدایت آب و رنگ گلزار کرامت خاتون قیامت قبل نبوت مکہ معظمہ مین
بلدہ مبارک حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری سی پیدا ہوئین اور آپکے پیدا ہونیکے
وقت شرق سی غرب تک تمام عالم نورانی ہوگیا حضرت خدیجۃ الکبری فرماتی ہین
کہ جسوقت حضرت سیدہ پیدا ہوئین تو اوسوقت سارا گہر ہمارا نور سی معمور ہوگیا اوسوقت
دیکہا مینے کہ چار عورتین میرے پاس آئین ایک نے کہا کہ مین سارا ہون اور دوسری نے
کہا کہ مین مریم ہون بیٹی عمران کی اور تیسری نے کہا مین کلثوم ہون بہن حضرت
موسی کی چوتہی نے کہا مین آسیہ ہون زن فرعون پس وہ چارون میرے چپ و راست
اور پیچہی و یسار ہوئین اور حضرت فاطمہ زہرا کو ایک طشت زمردین مین بٹہلا کر آب کوثر
سی نہلایا اور ایک خرقہ سپید نورانی خوشبودار پہنایا اور ایک مقنعہ رومی انور سبز
ڈالکر مجہکو دیا اور فرمایا کہ برکت دی خداوند تعالے نے اسکی اولاد مین پس حضرت ام المومنین
خدیجۃ الکبری نی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی گود مین دیا آپ نی فاطمہ نام رکہا اور فاطمہ کے معنی آزاد کرنیوالے کے ہین یعنے
میری امت کو آتش دوزخ سی آزاد کرنیوالی پس اسیوقت سی آثار قبولیت اور کرامت
پیشانی خاتون قیامت سی پیدا تہے لقب آپکا راضیہ مرضیہ اور بتول ہی فضائل آپکے
بیشمار ہین منجملہ اونکے ایک یہہ ہے کہ جسوقت حضرت فاطمہ زہرا باپ کی حضور مین تشریف
لاتی تہین آپ سروقد تعظیم کیواسطے کہڑے ہوجاتے اور اکثر اوقات اپنی چادر مبارک

بچھاکر اپنے نزدیک بٹھاتے اور نصیحت مشفقانہ فرماتے اور جب حضرت سفر کو تشریف لیجاتے
تو رخصت ہونے کو سب سے پیچھے حضرت سیدہ کے پاس آتے اور جب سفر سے مراجعت فرماتے تو سب سے
پہلے صاحبزادی کے گھر تشریف لاتی تاکہ زمانہ مفارقت حضرت سیدہ کے جسقدر کم ہو بہتر ہے
الغرض جیسی محبت آپکو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے تھی اپنی اولاد میں کسی کے
ساتھہ تھی اسی طور سے حضرت سیدہ نے کنار عاطفت پدر میں اٹھارہ برس تک پرورش
پائی اس عرصہ میں اکثر لوگ حضرت بتول کی نکاح کا حرف زبان پر لائے آپنے ارشاد فرمایا
کہ اس امر میں منتظر وحی الہی کا ہوں جس سے خداوند تعالے فرمائیگا اوسی شخص سے
فاطمہ کا نکاح ہوجائیگا روایت ہے کہ جب خداوند تعالے نے چاہا کہ نکاح
حضرت سیدہ کا حضرت علی کے ساتھہ عرش پر باندہے پہلے رضوان کو حکم ہوا کہ بہشت بریں
کو انواع انواع تکلفات سے آراستہ کریں اور حوران خلد بریں حلہ نورانی پہن کر چشم
نرگسین میں سرمہ لگاویں غلمان تاج زمردین سر پر رکہکر روش روش پر کھڑے ہوجاویں فرشتگان
ملاء اعلے اور کروبیان عالم بالا چوتھے آسمان پر قریب بیت المعمور کے جمع ہوں اور اوس
منبر نورانی کو جسکا نام منبر کرامت ہے اور آدم صفی اللہ کی نبار ہا اوسپر خطبہ پڑہا ہے
ایستادہ کریں حوران خلد بریں کو چاروں طرف مژدہ رسانی کو آمادہ کریں الحاصل بموجب
حکم خداوندی بجالائی اور نکاح حضرت فاطمہ زہرا کا حضرت علی کے ساتھہ آسمان پر باندہا
اور فرشتے باہم گواہ مقرر ہوی اور آپسمیں افتخار کیا اور بہشت کے درختوں سے
بالیں اور نگین نثار کیں روایت ہے کہ درخت طوبی سے موافق شمار اہلبیت کے

دوستوں کے رقعے نثار کیے اور ہر رقعہ میں نام ایک دوستدار اہلبیت کا لکہا ہے
اور اوسکا مضمون یہہ ہے کہ فلان مرد یا عورت کہ محب اور دوستدار اہلبیت اطہار کا ہے
آتش دوزخ سی آزاد کیا گیا چنانچہ قیامت کے دن نام بنام وہ رقعے ملجائینگے
اور تمامی دوستداران اہلبیت اون رقعوں کے سبب بخشی جائینگے **لمولفہ**

ہمین بہی کاش وہی رقعہ نجات ملے		سبہوں کو رحمت حق سی جو ون برات ملے

روایت ہے کہ جب حق تعالی نے نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی ساتہہ آسمان پر باندہا اور جبرئیل امین مبارکبادی کو
حضور نبوی مین آئے کر دنیا مین بہی ان دونون کا عقد نکاح باندہے حضرت سیدہ نے شکر
عرض کیا کہ باباجان سب کی بیٹیون کے دنیا مین جواہرات اور درہم و دینار مہر مقرر ہوتے
ہین اگر میرا بہی مہر یہی مقرر ہوا تو مجہہ مین اور اونمین کیا فرق رہا آپنے فرمایا کہ جان
فاطمہ کیا چاہتی ہو عرض کیا کہ باباجان مجہکو یہہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت گنہگاران امت
قرار پاوے یہہ سنکی ہی حضرت خیر البشر شافع روز محشر بدیدۂ تر مناجات فرمانی لگے کہ
الہی پروردگار میرے کچہہ سنا تو نی کہ فاطمہ تجہسے کیا طلب کرتی ہے پس اوسیوقت حضرت جبرئیل امین
حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ حق تعالی بعد سلام فرماتا ہی کہ ہمنی دعا اپنی فاطمہ کی قبول
فرمائی اور ایک ٹکڑا حریر سفید کا جسمین دو سطرین بخط نور لکہی ہوئی تہین حضرت
سیدہ معصومہ کے ہاتہہ مین لا کر دیا حضرت سیدہ نی اوس ٹکری کاغذ کو آنکہون سے لگا اور بطور تعویذ
اپنے بازو پر باندہا اور وصیت کی کہ اس تعویذ کو بعد میری وفات کے قبر مین سرہانے کفن کے

سے بخبر رکہہ دیا کہ جسوقت قیامت کیدن تمامی گنہگاران امت حاضر ہوینگے ان کی بخشش
کا ذمہ خداوند تعالی کی حضور مین پیش کرکی عرض کرونگی کہ ای پروردگار عالم اپنا وعدہ
پورا کر اور میرا دین مہر ادا کر جو تو نی مقرر کیا ہی یعنی آج کے دن میرے باپ کی تمامی گنہگاران
امت کو بخشدی اور دوسری روایت حضرت انس بن مالک سے یہہ ہی کہ ایک دن مین
بحضور نبوی حاضر تہا کہ آثار وحی آپکے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوئے بموجب وحی آپکی آپنے فرمایا
کہ ای انس تمکو معلوم ہوا کہ اسوقت جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لائے ہین عرض کیا کہ یا رسول اللہ
خدا اور محبوب خدا سبکا دانا تر ہی آپنے فرمایا روح الامین جناب رب العالمین کیطرف سے پیغام لائے
کہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتہہ کر دو ای انس تو جا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور
طلحہ اور زبیر اور جماعت اکابر انصار کو جلد بلا کر لا کہ حکم حق تعالی کا بجا لاؤن اور فاطمہ کا
عقد نکاح علی مرتضی کے ساتہہ باندہون حضرت انس بموجب ارشاد نبوی سبکو بلا کر لائے
بعد اوسکی سیلیے حضرت علی علیہ السلام کو طلب فرمایا اور حضرت علی نی اپنے بدن کی زرہ
اسی درم کو بیچکر سامان نکاح مرتب کیا **راوی لکہتا ہی** کہ اکثر جان نثار جو عرب
مین مالدار تہی یہہ چاہتے تہی کہ صاحبزادی کا جہیز ہم اپنے طور پر ترتیب دین آپنے فرمایا
کہ فاطمہ کا نکاح اوسطور سے ہوگا جسطرح مین چاہتا ہون پس آپنے اوس مجلس مین خطبہ نکاح کا
پڑہا ۱۲ اور دعا خیر مین فرمایا کہ میرے پروردگار نے عقد نکاح میری فاطمہ کا حضرت علی سے آسمان پر
باندہا اور حکم بہیجا کہ یا محبوب ہی زمین پر فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دے
سو مین نے بموجب حکم پروردگار اپنی فاطمہ کا عقد نکاح علی کی ساتہہ اوپر مہر چار سو مثقال چاندی

باندہا ای علی تم اسپر راضی ہوئی حضرت علی نی عرض کیا راضی ہوا ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر آپنے دونون سکے حق مین دعای خیر فرمائی حضرت ام سلمہ حضرت سیدہ کو حضرت علی کی گہر لیکر آئین بعد اوسکے آپ بعد فراغ نماز عشا وہان تشریف لائے اور ایک کوزہ پانی مین لعاب دہن مبارک ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس آپ پڑہی اور دعائین پڑہکر اوس پانی کو دم کیا اور تہوڑا حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کو پلایا اور دونو نکو اوس پانی سے وضو کرایا بعد اوسکے آپ ہاتہ اوٹہے حضرت سیدہ باپ کی مفارقت کی سبب رونے لگین اوسوقت کلمات اونکی تسکین کیواسطے بیان فرمائے روایت ہے کہ جب نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا رجب کے مہینے مین ہجرت سکے دوسرے برس ہوا تو اوسوقت مین شریف حضرت سیدہ معصومہ کا اٹہارہ برس اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اکیس برس اور پانچ مہینے کا تہا

حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام		محمد علی پہ درود اور سلام

حال وفات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

راوی محبت بیان کریان بعد الملوحال انتقال حضرت بتول اسطرح لکہتا ہی کہ جس وقت جناب خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نی اس سپنجی سرا فانی سی انتقال فرمایا سارے مدینہ مین شور قیامت برپا ہوا بلکہ سارا عالم تاریک ہوگیا تہا اور سب مین عاشق زار رسول حضرت بتول کا وہ حال ہوا کہ بیان باہر ہے شب وروز رویا کرتی تہین ایکروز بعد وفات خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی نے فرمایا کہ اے سیدہ میری خوشی اسمین ہے کہ تم بہت نہ رویا کرو کہ سارے مدینہ مین شور محشر برپا ہوتا ہے حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ مجہکو فراق

پدر میں رونا اچھا معلوم ہوتا ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رات ہوگی تو مجکو وقت
رسول مقبول رسیجلاین کا قبر مبارک کی زیارت سے مشرف ہو کر صبر کرنا الغرض جبکہ رات ہوئی حضرت
علی علیہ السلام گھر میں آئے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ روتی روتی بیہوش ہو گئی ہیں بعد
چند ساعت کے جب ہوش میں آئیں حضرت علی مرتضیٰ روضۂ مبارک پر لائی روضۂ انور میں
آئیں ومیں اور کہا آہ فراق پدر میں جو مصائب کہ مجھ خستہ جگر پر ہیں اگر روز روشن پر
ہوں تو شب دیجور ہو جاوے آنکھوں سے آنسو بہا کر فرماتی تھیں

یامن ناصبورا پیش خو واز وفا طلب	یا کہ تو یا کہ امی صبر من از خدا طلب
درد تو بیکس مرا یار کرم ووا کنش	یا قادری فزون ازین تا کنم دوا طلب

روایت ہے کہ دنیا میں پانچ آدمیوں سے زیادہ کوئی نہیں رویا ہے پہلے
حضرت آدم جب بہشت سے دور ہو ہے بہانتک کہ دونوں رخساروں کے و دندان مبارک معلوم ہو تے
تھے دوسرے حضرت یعقوب یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اسقدر روکہ آنکھیں سفید ہو گئیں
تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام قیدخانہ میں چوتھے حضرت فاطمہ فراق پدر میں اتنا روئیں
کہ اہل مدینہ تنگ ہو گئے پانچویں سید الساجدین امام زین العابدین حضرت امام حسین
علیہ السلام کی تنہائی اور مصیبت پر یہانتک روئے کہ بعد واقعہ کربلا کے چالیس برس تک زندہ
رہے کسی وقت بغیر رونے پانی نہیں پیا اور کسی حال میں رونا ترک نہیں کیا الغرض رونا
تو ایسا ہو اگر اس سانحہ پر زمین و آسمان رویا ہے رو تا تو قیامت تک مسلمانوں کے واسطے اباقی رہتا
القصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کوئی مرض نہ تھا باپ کی جدائی کے سبب تھا چنانچہ باپ کے

غم میں چھ مہینے تک زندہ رہیں مگر کسی شخص نے کبھی آپ کو متبسم نہ پایا آخرکار اس غم جانکاہ
نے یہہ حالت کردی کہ طاقت نشست و برخاست کی بالکل باقی رہی اور تاب و توانائی بی بی
یکبارگی جواب دیا **روایت ہے** کہ حضرت خاتون قیامت کو قبل رحلت اس بات کا خیال
تہا کہ میری جنازہ کو کوئی نہ دیکھے اور کسی نامحرم کی نظر میری قد و قامت پر نہ پڑے لیکن ایک
بی بی نے جو ایک نقشہ گہوارہ کا حبش میں دیکھکر آئی تہیں ویسا ہی حضرت سیدہ کے لئے تیار کیا حضرت
فاطمہ زہرا نے اوسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور مسکرائیں راوی لکھتا ہے کہ بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرتبہ قریب رحلت کے یہہ گہوارہ دیکھکر حضرت سیدہ مسکرائیں ورنہ بعد وفات
حضرت رسول مقبول کے اس عرصہ میں کبھی تبسم نہیں فرمایا **روایت ہے** کہ ایکدن حضرت
علی علیہ السلام باہر سے تشریف لائے اور حضرت سیدہ کو دیکھا کہ تہوڑا سا آٹا خمیر کر رہی ہیں اور
تہوڑی سی ٹھنڈی مٹی حسنین صاحبزادوں کے سر مبارک دہونے کو بھگو لی ہے اور اونکی کپڑے دہو
رہی ہیں حضرت علی علیہ السلام نے جو اسقدر خلاف عادت دنیا کے کام میں حضرت سیدہ کو مشغول
پایا تو فرمایا کہ اے سیدہ میں نے تمکو کبھی کار دنیا میں ایسا مشغول نہیں پایا کہ جیسے آج ایکدفعہ مین
تین کام کر رہی ہو آپنے جواب دیا کہ یا علی اب زمانہ مفارقت کا قریب پہونچا ابھی میں نے اپنے
باپ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے ہوئے جلد جلد نظر
نگاہ کر رہے ہیں جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے باپ کا جمال دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور عرض کیا کہ بابا جان آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں اور مجھکو کیوں اپنے پاس نہ بلایا
میرے باپ نے فرمایا کہ اے جان پدر فاطمہ میں بھی تیری انتظار میں ہوں جلد آ کہ مجھکو تیرا

انشاء اللہ اور دل تیری مفارقت مین بہت بیقرار ہی بس اے علی بعد تیرے بعد فراق
دیدہ کو باپ کی جدائی سی پرنور کرونگی پس اسواسطے پکارتی ہون کہ کل تم سب کے سب میرے غم مین
مبتلا ہوگے ایسا نہو کہ دونون فرزند میرے بھوک کی تکلیف اٹھاوین اور کپڑی اسکے سوا دہوتی ہون کہ
اے علی یاد رکھیو کہ دونون لخت جگر میری ہاتھ کے دھوئی ہوئی کپڑی پہن لیوین نہین معلوم کل کون انکی
خاطر داری اور ناز برداری کریگا اور کون انکا سر دھو کر گیسوی عنبر فشان مین کنگھی کریگا
اے لوگو مقام غور ہی کہ یہان تو مرتے دم تک دونون شاہزادون کی یہ خاطر داری اور
ناز برداری لحاظ خاطر تھی آہ میدان کربلا مین حضرت امام علیہ السلام کی وہ تکلیف کہ تین
دن تک دانہ پانی میسر نہ آیا اور اون گیسوی کو جنکو حضرت فاطمہ زہرا خود اپنی ہاتھون سے
کنگھی کر کے سنوارا کرتی تھین خاک و خون کا جمنا اور جسم مبارک کا زخمون سے چھد جانا
کیسا واقعہ مصیبت کا سوچیے تو سہی کہ جناب خاتون جنت کا باغ جنت مین کیا حال ہوا ہوگا
اور حضرت علی مرتضی کی روح پر فتوح پر کس قدر صدمہ گذرا ہوگا قطعہ

بروز واقعہ ای ظالم خدا ناترس	جواب ہین کہ چہ کردہ بجای حسین
خداست حاکم و پیغمبرست و دعوی گر	چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسین
بوالدہ کہ بخاک و بخون کشی تشنہ تو	رخ منور و گیسوے مشکسای حسین

الغرض اسما بنت عمیس کو طلب فرمایا اور جناب سیدہ نے کہا کہ جس وقت حضرت امام حسن
اور حضرت امام حسین مسجد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پرسی تشریف لاوین اونکو
علحدہ مکان مین بٹھلانا اور اپنی ہاتھ سی کھانا کھلانا تاکہ مجھکو اس حالت بیماری مین

دیکھکر نہ گھبرائین پس جسوقت کہ دونون صاحبزادے تشریف لائے اسما نے اونکو علیحدہ مکان مین
بٹہلا کر کھانا روبرو رکھا دونون نے فرمایا کہ اے اسما تو نے کبھی دیکھا ہے کہ ہمنے بغیر اپنی ماں کے
کھانا کھایا ہے اسما نے عرض کیا کہ اسوقت طبیعت اونکی شدت سے علیل ہے تم کھانا کھا لو ابھی
سنتے ہی دونون شاہزادے روتے ہوئے اوٹھے اور حجرہ پر آکر پکاری کہ اماجان ہمکو کس پر چھوڑتی ہو
جاتی ہو حضرت علی علیہ السلام نے دروازہ کھولا اور حضرت فاطمہ زہرا نے دونون شاہزادونکو
گود مین لیکر بہت پیار کیا اور پھر رسول مقبول کی روضہ منورہ پر پہونچایا اور حجرہ کا دروازہ
بند کر لیا روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا عازم ملک بقا رضی اللہ عنہا نے سلمی کو
جو کنیز آزاد کی ہوئی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تہین اپنے پاس بلایا اور
اور غسل فرما کر لباس فاخرہ پہنا اور اپنی حجرہ مین بچھونا بچھوایا اور بستر پر جا کر رو بقبلہ
ہو بیٹھین اور وہ کافور بہشتی جو جناب رسول مقبول نے مرحمت فرمایا تہا اسما سے طلب کیا
اور فرمایا کہ مجھکو اسی لباس مین جو میرے بدن پر ہے بے غسل دیکر قبر مین رکھنا اور برہنہ نکرنا یہ فرما کر
اسما کو رخصت کیا اور دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور خود مناجات مین مشغول ہوئین اسما درِ حجرہ پر
حاضر تہین سُنا کہ بعد گریہ و زاری درگاہ جناب باری مین مناجات فرماتی تہین کہ خداوندا
طفیل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پدر بزرگوار میرے کے اور طفیل دیدہ اشکبار اور شوق دیدار
میرے کے اور بحرمت سوز دل علی مرتضی اور بحق مصیبت حسنین مجتبے میرے باپ کی امت
گنہگار کو بخشدے اور رحم فرمایا اسیطرح امت عاصی کے حق مین نہ عاجز فرماتی ہوئی
جنت الفردوس کو سدہاریں ۔ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اسما نے دروازہ

حجرہ کا کہولا اور کہا کہ حضرت خاتون قیامت اس دار فنا سے طرف دار البقا کی روانہ ہوئیں
اسماعش کہا کر گر پڑی اور با آواز بلند رونے لگی اوسکی رونے کی آواز سنکر دونوں شاہزادہ
کونین حضرت امام حسین علیہم السلام گہر مین تشریف لائے اور ماں کے چہرہ نورانی
سے کپڑا اوٹہایا اور روئے اور اسطرح فرمانے لگے ✱ غزل مؤلف

روتے ہیں کہ لئی چہوڑ یتیمان حزین کو — خاتون قیامت بہی گئیں خلد برین کو
اے فاطمہ زہرا نہ رسول عربی ہیں — اب ہم بہی چلے جائیں مدینہ سے کہاں کو
افسوس کہ گردون نے زمین مین ہے چہپایا — انگشتری مہر نبوت کے نگین کو
مریم کو شرف آپ سی بلقیس کو عزت — تہا فخر قدمبوسی کا جبرئیل امین کو
مسجود خلائق تہا جہان آپ تہین وہ گہر — جو چوکہٹ سی رگڑتی تہی ملایک بہی جبین کو
تہین جزو تن پاک رسول عربی آپ — کیونکر نہ قلق اونکا ہو ہر خاک نشین کو
جب سی کہ کیا زیر زمین آپ نے آرام — رتبہ ہے ملا عرش معلی کا زمین کو

الحاصل حضرت خاتون قیامت کی وصیت کے موافق اسما بنت عمیس نے آپکو غسل دیا اور
دونوں شاہزادے پانی لاتی تہی اور اپنی مادر غمگسار پر ڈالتی تہی اور از شدت غم سے
روتے جاتی تہی اور حضرت علی علیہ السلام نے گہوارہ مین جنازہ کو رکہکر نماز پڑہائی اور
شبکو دفن کیا اور حضرت سیدہ نے دوشنبہ کو تیسری تاریخ رمضان شریف کی وفات پائی آپ
شاہزادونکی گریہ وزاری اور رونا پیٹنا سی نالہ و اشکباری کس زبان سے بیان کیجاے کہ ہنوز
رسول مقبول کی جدائیکا الم دل سی دور نہوا تہا کہ ماں کی جدائیکا غم سر پڑا اور حضرت شیر خدا

علی مرتضیٰ کا اور تنہا نانا اور دونوں شاہزادوں کو جدا نانا ایسا واقعۂ اندوہناک ہے جسکے بیان کرنے سے دل اندوہگین چاک چاک ہے **مولف**

چون ازین دار محن رخت سفر بست رسول
دل حسنین ازین واقعہ گردید ملول
دور شد از دل او داغ جدائی رسول
حضرت شیر خدا بود بزاری مشغول

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

داغ دوری رسول ہم علی بود بدل
یکدل و داغ فراوان و ہزاران مشکل
فاطمہ نیز روان کرد ازینجا محمل
ہست بیتابی دل صورت مرغ بسمل

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

زندگی تلخ شد از صدمۂ ہجران چکنم
گر ننالم بغمش با غم پنہان چکنم
شعلۂ دوری او سوخت دل و جان چکنم
دل شوریدۂ من میکند افغان چکنم

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

بود نالان حسن از دوری بی‌بی بسیار
صورت نرگس گلزار شد از غم بیمار
چشم او گشت ازین واقعہ چون ابر بہار
آمدے پیش پدر نالہ کشیدے ہر بار

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس

گرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

جز علی ہیچکسے بود نہ غمخوار حسین
داغ افتاد چو بر جان دل زار حسین

ابر شرمندہ شد از چشم گہربار حسین
وا شنفت نہ بگو ئید فغان بعل شکرار حسین

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
گرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

محمد عربی پر درود اور سلام
حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت اور شہادت کا بیان

شواہد النبوت اور دیگر کتب معتبر میں لکہا ہی کہ محامد اور فضائل مہر سپہر ولایت ماہ فلک ہدایت امام المشارق و المغارب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اسقدر ہین کہ امکان بشر نہین کہ اوسکا عشر عشیر بہی بیان کر سکے اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار اکثر آپکی مدح خوان اور اولیای کرام آپکے نام پیر دل و جان قربان ہین آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بیان کرتی ہین کہ جن ایام مین حضرت علی ہیر شکم مین تہے مین حج کیواسطے آئی تہی ہنوز طواف کعبہ پورا کر چکی تہی کہ مجہکو درد زہ معلوم ہوا مین ایک گوشہ الگ ہوئی کہ وہ یادہ گوہر برج ولایت اور اختر برج ہدایت پیدا ہوا اشارت ہی سے ندا آئی کہ ای فاطمہ بنت اسد شرف اس فرزند ارجمند کا تو تجہپر ظاہر ہوئی کہ خانہ کعبہ مین پیدا ہوا اور اب نام مبارک اسکا علی رکہیو چار روز کے بعد حضرت کی والدہ آپ کو خانہ کعبہ سی اپنی گہر مین لائین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوسی وقت اونکی گہر مین

تشریف لائی حضرت علی علیہ السلام نے پہلے ہی جو آنکھہ کہولی تو سید المرسلین کا جمال باکمال دیکہا اور ہنوز اپنی والدہ ماجدہ کا دودہ نہ پیا تہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اونکی موتہہ مین اپنی زبان مبارک دی اور مدت مدید تک آپکی لعاب دہن مبارک سے پرورش سید الابرار سے فیضیاب ہوتے رہے + بیت

طفلے کہ نخانۂ خدا شد		با بنت رسول کدخدا شد	

غرضکہ روز ولادت سی لیکر وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوات تک حضوری میں حاضر رہی یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نی آپکی شان مین لحمک لحمی اور دمک دمی فرمایا اور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کا خلعت آپکی قامت زیبا پر پہنایا اور بہت سی حدیثین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نی جناب ولایتمآب کی شان مین فرمائی ہین **روایت ہے** کہ ایکبار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچہا کہ ای علی کچہہ جانتی ہو کہ اگلی امتون مین سب سے زیادہ شقی کون تہا اور اس امت مین سب سے زیادہ کون ہی حضرت علی سے عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہی آپنے فرمایا کہ بدبخت ترین اگلی امتون کا وہ مرد سرخ رنگ تہا قوم ثمود مین جسنے ناقۃ اللہ کی کونچین کاٹین یعنی قدار بن سالف اور بدبخت ترین اس امت کا وہ شخص ہی کہ تمہاری سر پر تلوار ماریگا یہانتک کہ داڑہی تمہاری لہو سی رنگین ہو جاویگی اور اسی زخم کاری سے تم شہید ہوگے چنانچہ جیسا آپنے فرمایا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا **نظم**

برخوان غم چو عالمیان را صلا زدند		اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند	

نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید	زان ضربتی که بر سر شیر خدا زدند
بس آتشی ز اخگر الماس ریزها	افروختند و بر حسن مجتبی زدند
وانگه سرادقی که ملک محرمش نبود	کندند از مدینه و در کربلا زدند
وز تیشۀ ستیزه دران دشت کوفیان	بس نخلها ز گلشن آل عبا زدند
پس ضربتی کزان جگر مصطفی درید	بر حلق تشنۀ خلف مرتضی زدند

روایت ہے کہ ابن ملجم قاتل حضرت امیر علیہ السلام کا آپکے لشکر مین رہتا تھا اور اکثر لڑائیون مین آپکے ہمراہ رکاب رہا ہے ایک روز ابن ملجم ایک تلوار قیمتی بہت آبدار حضرت امیر المومنین کی نذر کرنیکو لایا آپنے وہ تلوار نلی اور فرمایا کہ تیرا مطلب اسی تلوار سی پورا ہوگا اور یہی تلوار تیری ہاتھ سی ہماری پیشانی پر پڑیگی اوسنی جواب دیا کہ حضرت آپکی رفاقت مین مینی اپنی وطن کو چھوڑا ہے مجھسی کسطرح ہوسکیگا کہ آپ سے شہنشاہ ولایت کو شہید کرونگا اور ایسا ہو تو اوسوقت آپ اپنے ہاتھ سی میرے دونون ہاتھ کاٹ ڈالئے آپنے فرمایا کہ حرف تقدیر مٹ نہین سکتا رضینا بقضاء اللہ

فرد

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت	سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

روایت ہے کہ ایکبار ابن ملجم ناری نی اپنی سواری کیواسطے حضرت امیر علیہ السلام سی گھوڑا طلب کیا آپنے گھوڑا دیدیا اور فرمایا کہ یہی شخص مجھکو شہید کریگا لوگون نی عرض کیا کہ آپ اسکو قتل کر ڈالئے آپنے فرمایا کہ اگر مین اسکو مار ڈالون تو مجھکو کیون شہید کریگا **روایت ہے** کہ جبکہ زمانہ وفات حضرت شیر خدا علی مرتضی کا

قریب پہونچا آپ ایک رات حضرت امام حسن کے گھر اور ایک رات حضرت امام حسین کے گھر
روزہ افطار فرمایا کرتی تہی اور تین لقمون سے زیادہ ہرگز نکہایا کرتی تہی اور سبب آپکی
شہادت کا یہہ ہے کہ عبد الرحمن ابن ملجم اور برک تمیمی اور عمر تمیمی یہہ تینون خارجی مکہ معظمہ
مین ایک جگہہ جمع ہوئی اور آپسمین مشورت کی کہ تین شخصون کو قتل کیا چاہیئے ایک حضرت
معاویہ کو اور دوسرے حضرت عمر عاص اور تیسرے حضرت علی علیہ السلام کو - الغرض سترہوین
تاریخ رمضان شریف کو تینون صاحبونکے شہید کرنیکی اون مردودون نے صلاح ٹہرائی
اونمین سے دو بدبخت تو دمشق اور مصر کو روانہ ہوا اور ابن ملجم حضرت امیر علیہ السلام کی شہید
کرنیکو کوفہ مین آیا راہ مین ایک عورت صاحب جمال کو جو قوم خوارج مین تہی دیکہکر کمال
بیقرار ہوا جبکہ بیقراری حد سی زیادہ گذری تو اوس سے نکاح کا پیغام کہلا بہیجا اوس
عورت نے کہا کہ میرا مہر تین ہزار درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا حضرت
امیر علیہ السلام کا ہی ابن ملجم نے یہہ سب قبول کیا اور کہلا بہیجا کہ مین خاص حضرت علی کے
قتل کرنیکو آیا ہون - الغرض سترہوین تاریخ رمضان کی شب جمعہ کو جو خاص شب شہادت
تہی حضرت ولایت مآب ابو تراب نور الہدی صاحب لو ما علی مرتضی کو عجیب حالت
ذوق و شوق و امنگیر حال تہی اور دمبدم آسمان کیطرف نظر اوٹہاتی اور شوق شہادت
مین فرماتے تہی ~~ خون ما وقف دم خنجر یارست اینجا ~~ اینچنین وقت تو خون
جوش بہارست اینجا ~~ کبہی صحن خانہ مین آتے اور کبہی اندر جاتی تہی آہ و کہینچتے تہی
کہ ماہ آسمان کا دل لالہ چمن کیطرح داغدار اور تارے صورت اشک یتیم نمودار راستے

لباس ماتمی پہنکر اسیطرح تمام آپکا ماتم دار بنا یا آفتاب نے بیت الاحزان مغرب مین
شام ہی سی منہ چھپایا تہا چرند اور پرند اپنی اپنی آشیانون مین آنسو بہاتی تہی شجر حجر آپکی
شہادت کی خبر سی بیتاب ہو جاتی تہی ذرہ ذرہ دامن آفتاب ولایت کی غم مین چاک
تہا قطرہ قطرہ آپکی الم مین آنکہون سے دریا بہا رہا تہا اور حضرت امیر علیہ السلام کو جو اوس
رات اپنی شہادت کا حال معلوم تہا تو بار بار آسمان کیطرف نظر اوٹہاتی تہی اور رات
کی اوداسی دیکہکر فرماتی تہی کہ واللہ نہ مین جہوٹا ہون اور نہ مین نے جہوٹی بات منہ سے
نکالی ہے تو وہی رات ہی جسکا مجھسے حق تعالی نے وعدہ فرمایا ہی اور وقت میرا مقرر
کردیا ہی پس یہان تو شوق شہادت دامنگیر حال اور وصال معشوق حقیقی کا دل مین جو
خیال تہا تو تمام رات مصلے پر حضرت ولایت مآب سرنگون یاد الہی مین خوشحال نہ خنجر قاتل
کی خبر نہ ابن ملجم کا خیال سر سے پیر تک بدن زبان شکر ہو کر گویا ہو رہا تہا میدان رضا و تسلیم مین
قدم جما ہوا تہا کہ ناگہا رات نے گریبان چاک کیا اور سپیدہ سحر نے اپنا منہ دکہایا
پس جناب ولایت مآب بحکم قضا و قدر مصلے پر سی اوٹھے اور مسجد کا قصد فرمایا بطون نے
پاس آکر شور و غل مچایا گہر کے لوگ اون جانورون کو ہنکر ہٹانے لگی آپ اون لوگونکو منع
فرمانی لگی کہ انکو مت ہٹاؤ یہ میرے فراق مین نوحہ گر اور میری جدائی مین چشم تر ہین الغرض
گہر سے باہر تشریف لائی اور الصلواۃ الصلواۃ فرماتی ہوی مسجد مین آئے یہان تو کلمہ شہادت
زبان پر جاری اور نماز کی طیاری وہان قاتل نے خنجر کو آب زہر سی بجہایا اور آپکے
قتل کرنیکو مسجد مین آیا ہنوز سجدہ آخری ادا نہ فرمایا تہا کہ قاتل نے خاص خانہ خدا مین

خنجر چلایا یعنی ابن ملجم ناری نے آپکی پیشانی نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ فوارہ خون کا جاری ہوا اور تمام محاسن شریف خون سے تر بتر ہو گئی اوس وقت آپنے فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنی مراد کو پہنچا

سر در رہ عشق تو فدا شد چہ بجا شد
این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

جسوقت یہہ خبر اہل کوفہ کو پہونچی ساری خلقت مسجد مین آکر جمع ہوئی آپکا یہہ حال دیکھکر مسجد مین شور قیامت برپا ہوا دونون صاحبزادی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین روتی ہوئی مسجد مین تشریف لائے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ کو دولتسرا مین اوٹھا کر لائی تمام مسلمانون کا اس سانحہ قیامت خیز اور واقعہ عبرت انگیز سے دل پاش پاش ہو گیا اور قاتل کو تلاش کیا آخر ابن ملجم ناری گرفتار ہو کر آیا جان نثار ون نے اوسکو جان سے مارنیکا ارادہ ٹھہرایا۔ اب یہان شفقت اور رحمت جناب امیر علیہ السلام کی خیال کرنا چاہئے کہ لوگون سے فرمایا کہ ابن ملجم کو ہرگز قتل نکرنا بلکہ جب تک مین زندہ رہون مقید رکھو در صورت زیست مجھکو انتقام کا اختیار ہے اور تم لوگ کسیطرح کی ہرگز اسکو اذیت نہ پہونچاؤ اور جو کچھہ کہانا میرے واسطے طیار کرو اوس مین سے پہلے اوسکو کہلاؤ پیچھے میری سامنے لاؤ مین نہین چاہتا کہ کسی متنفس کو میرے سبب سے تکلیف پہونچے راوی کا بیان ہے کہ جسوقت زخم کاری سے حضرت امیر علیہ السلام کے خون بکثرت جاری ہوا اوسوقت آپکو پیاس معلوم ہوئی دونون شاہزادی شربت کا پیالہ رفع تشنگی کیواسطے سامنے لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہ نسبت مجروح کے جارح کو بہت تشنگی ہوتی ہے پہلے یہہ شربت ہمارے قاتل کو پلاؤ پیچھے ہمارے سامنے لاؤ

چون بہ فرق علی عالی قدر … تیغ زد ابن ملجم نارے

زان جراحت کہ بر سرش آمد … ہیچو فوارہ گشت چون جارے

شد اسیر ابن ملجم بے دین … دید بسیار ذلت و خوارے

پیش شہ جام شربت آوردند … گفت آن شاہ دین بہ غمخوارے

قاتل من تشنہ در زندان … بالب تشنہ میکند زارے

تا نگردد ز شربت او سیراب … لب چسان ترکنم بہ بیچارے

شاہ مردے شاہ دین کہ از اول … ہست دریائے جود تو جارے

دوستان را کجا کنے محروم … تو کہ با دشمنان نظر دارے

بعد اوسکے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے سب کو اپنے پاس بلایا اور حضرت امام حسنین علیہم السلام کو دلاسا دیکر اپنے نزدیک بٹھایا اور جو کچھ علم معرفت و حقیقت سینہ بسینہ چلا آتا تھا عطا فرمایا اور بہت سی وصیتیں فرما کر اپنی رحلت کا حال سنایا پس یکبارگی آپنے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر آنکھیں بند کر لیں اور اس جہان ناپایدار سے طرف روضۂ رضوان کے روانہ ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

اب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی تنہائی اور بیکسی کس زبان سے بیان ہو کہ ابھی ماں کا قلق اور غم دل سے دور نہوا تھا کہ باپ کا رنج والم سر پر پڑ گیا وبے سر پر کوئی مونس وہمدم وغمگسار بجز ذات پروردگار باقی نرہا پہلے تو جناب

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا داغ مفارقت اوسکے بعد حضرت خاتون جنت
کی رحلت پھر جناب شہنشاہ ولایت کے انتقال کی منقبت کموزلفقیر

رو کر حسین بولے کہ ای مہر کبریا
پہلے تو جہان سے نبی اپنے سفر کیا
پھر فاطمہ کا سایہ میرے سر سے اوٹھ گیا
اب مرتضیٰ کا داغ الم سر پہ ہے پڑا

تاکے زمانہ داغ غم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

کس کس کی دل سے یاد بہلاؤں میں الحذر
اک دل ہے میرے سینہ پہ اور داغ بیشمار
بزم جہان میں شمع صفت ہوں میں اشکبار
لالہ کی طرح دل ہے میرا غم سے داغدار

تاکے زمانہ داغ غم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

محمد مصطفیٰ پر درود اور سلام
حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

شہید شہادت

ای جان نثاران روی مصطفوی و ای خاکساران کوی مرتضوی اب یہ بیان
ہنگامہ قیامت نما یعنی شہید شہادت حسنین مجتبیٰ رضی اللہ عنہما بگوش دل سنکر گریہ غم
دیدۂ پرنم سے گرانا چاہئے اور اسرار شہادت سے کماحقہ آگاہ ہو جانا چاہئے
یعنی جب کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور اونکی اولاد
سے روی زمین کو آباد کیا تو ہر قوم پر ایک ایک نبی کو مبعوث فرمایا تا کہ انتظام عالم اور ہدایت

یعنی نوع آدم پر دستور جاری ہے اور شریعت اور معرفت میں کسیطرح کا فتور نہ پڑے
پس اول ایک ایک ستارہ اُنکا نبوت پر چمکا یا بعد اسکے آفتاب رسالت کے
رخسارہ انور سے یکبارگی پردہ حجاب کا اُٹھایا اور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بعالم ظہور میں لایا تاکہ اس گوہر درج نبوت کے سبب عالم آبرو پاوے اور کل مشتاقان شیدا
کی مراد پوری ہو جاوے اور نبوت اور رسالت کی کل مراتب فراہم کرکے آپکی ذات حسن
صفات میں تفویض فرمائی تاکہ کوئی مرتبہ اور کوئی کمال آپکی ذات والا صفات سے باقی
نرہجاوے چنانچہ خلافت آدم شجاعت نوح معرفت شیث خلت ابراہیم لسان اسمٰعیل
رضای اسحٰق فصاحت صالح بشارت یعقوب حسن یوسف کلام موسیٰ تحمل ہارون
صبر ایوب صوت داؤد عبادت یونس عصمت یحییٰ حکمت لقمان وقار الیاس
کرم عیسیٰ عطا کیا سوا اسکے اور بھی بہت سی کمالات ظاہری و باطنی اور مراتب
صوری و معنوی جو خاص آپکی ذات معدن صفات کیواسطے روز ازل سے رکھے تھے
اور کسی نبی مرسل کو عطا نہوے تھے سو وہ بھی خالق یکتا نے آپکی ذات والا
میں تفویض فرمائے تاکہ کوئی کمال باقی نرہ جاوے کیا خوب کلام شاعر ہے

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری		حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

مسدس

اثر معجز عیسیٰ بسخنہا داری		روی زیبا و قیامت قد بالا داری
یوسفی و دل عالم چو زلیخا داری		غیرت سنبل تر زلف چلیپا داری

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

بود پیوسته ثناخوان کلام تو کلیم
سنبل باغ گرفته است ز زلف تو شمیم

عاشق حسن و جمال تو خداوند کریم
خضر و الیاس کند وصف تو با صد تعظیم

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

انبیا از سر زلف تو پریشان هستند
در غم عشق تو از قید خودی وارستند

بند زلف تو گشادند دل و جان بستند
جمله در ذات تو از روز ازل پیوستند

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

حق بتو عاشق و معشوق جهانی ای گل
ای رخت گل دهنت غنچه و زلفت سنبل

عالمے داغ بدل از تو برنگ بلبل
دیگران جزو و تو هستند و ترا دانم کل

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

خاک کوی تو عجب صندل درد سر ماست
خاکی و تکیه گهش کرسی و عرش اعلی ست

که بآن خاک جبین سای عالم زیباست
صوفی خسته همین گوید و این نکته بجاست

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

سوا اسکے باغبان حقیقی نے رنگ برنگ کی معجزات اور طرح طرح کے کمالات عطا فرما کر
آپکی ذات معدن صفات کو ایک گلدستہ بنایا اور اوس گلدستۂ دست قدرت کی خوشبو سے
گلشن دنیا کو معطر فرمایا سوا رتبہ شہادت کی کہ یہہ کمال آپکی ذات مقدس مین نہ آیا تھا
اور چونکہ منافی شان نبوت تھا اسواسطے نہ سنایا تھا کیونکہ شہادت دو قسم کی ہے ایک
جلی دوسری خفی اگر حضور اقدس شہادت خفی کا رتبہ پاتی تو شاید بعض خلفاء راشدین کے
شہید ہو جاسکے اور مرتبہ شہادت کمال کو نہ پہونچتا اور اگر شہادت جلی کی اتفاق
اوٹھاتی تو دین متین مین بڑی خلل پڑجاتی پس مشیت الہی اور حکمت کبریائی اس بات پر
متوجہہ ہوئی کہ یہہ کمال بہی آپکی ذات مبارک مین آئی تاکہ کوئی مرتبہ اس خاندان عالی
سی باقی نرہ جای چنانچہ مشیت الہی نی اس مرتبہ کیواسطے تجویز کیا اہلبیت اطہار مین سے
اونکو کہ جنکا حال بعینہ آپکا حال اور جنکا کمال بعینہ آپکا کمال ٹھہری اور صورت اور سیرت مین
حکم وحدت کا رکھتی ہون بلکہ مرتبۂ عینیت کو پہونچے ہون وہ کون شہزادہ کونین حضرات
امام حسنین علیہم السلام کہ یہہ دونون آئینہ جمال احمدی اور دو گنجینہ کمال محمدی
تھی چنانچہ اکثر احادیث صحیحہ سی ثابت ہی کہ بڑی صاحبزادے یعنی حضرت امام حسن
علیہ السلام سر سی لیکر ناف تک اور چہوٹی صاحبزادے ناف سی لیکر ناخن پا تک ہمصورت
اور ہمشکل تھی اپنی جد بزرگوار سید ابرار رسول پروردگار کی پس دونون ملکر ایک تصویر محمدی
ٹھہرائی گئی اور میدان امتحان مین دونون اس مرتبہ کیلئے لائے گئی آخر دونوں کو میدان
رضا و تسلیم مین ثابت قدم پایا اور مرتبہ شہادت ان دونون شاہزادون کے ذریعہ سے

ذات رسول مقبول مین آیا پس شہادت خفی کا تو مرتبہ بڑے صاحبزادے یعنی حضرت امام حسن کو عنایت ہوا اور چونکہ اس شہادت کی کتمان کیطور پر ہوئی تو اسیواسطے نہ کبھی رسول مقبول نی اپنی زبان مبارک سی فرمایا نہ کبھی جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر مذکور آیا یہانتک کہ خود حضرت امام حسن علیہ السلام نی بہی قاتل کا نام بہائی کو نہ بتایا اور شہادت جلی جسکی بنا شہرت اور اعلان پر رکہی تہی یہانتک مشہور ہوئی کہ پہلے وحی مین مذکور ہوا پہر کل فرشتون مین یہہ امر مشہور ہوا یہانتک کہ حضور اقدس نی بہی پیہم مذکور کیا بلکہ حضرت ام سلمہ کی پاس کربلا کی خاک شیشہ مین رکہوائی اور حضرت علی علیہ السلام نی اکثر صحابہ کو وہ زمین مقتل کی بتائی اور شہادت جلی اسکا نام ہی کہ آدمی راہ خدا مین مارا جاے اور بال اوسکا لوٹا جاے اور لاشین میدان مین پڑی رہین اور اکثر اعزا و اقارب اپنی ساتھ شہید ہوجائین اور ننہی ننہی بچے واسطے پانی کی تکلیف اوٹہائین عورتین قید مین گرفتار ہون سو یہہ سب باتین فرزند رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سی ظہور مین آئین اور دنیا مین جسقدر مصیبتین حق تعالی نی پیدا کی تہین میدان کربلا مین وہ سب اوٹہائین کیا خوب کلام شاعر ہے ؎

اللہ رے میدا جو کیا رنج و بلا کو	تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو
پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو	تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو

آغاز مصیبت تو لکہا نام نبی پر
اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر

محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر تمام

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کا بیان

شہادت حسن مجتبیٰ بیان بشنو ❊ شنیدہ است حشر بپا از حدیث ما بشنو

نخست یافت شہادت علی عالی قدر ❊ کنون شہادت آن شاہ دوسرا بشنو

برنگ نی من خونین جگر نوا دارم ❊ فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو

ز رفتن حسن مجتبیٰ ازین عالم ❊ بہ اہلبیت چہا رفت ماجرا بشنو

گذاشت صوفی و سلطان و گدا پر ❊ تو ذکر شاہ بمحفل ازین گدا بشنو

روایت ہے کہ شہنشاہ زمن حضرت امام حسن علیہ السلام نے پیادہ پا پندرہ حج کیے ہر بار مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک پیادہ پا آتے تھے اور آپکی گھوڑے کوتل آگے آگے چلے جاتے تھے اور دو بار تمام مال و اسباب گھر کا راہ خدا مین دیڈالا اور تین بار آدھا ادھا مال راہ خدا مین دیا یہانتک کہ ایک موزہ دیا اور ایک رکھا اور سبب آپکی وفات کا یہ ہوا کہ آپکی نکاح مین ایک عورت تھی جعدہ بنت اشعث نام یزید پلید نے اوس عورت کو پوشیدہ پیغام بھیجا کہ مین تجھپر مدت سے عاشق ہون اور اب تیری جدائی مین بہت بیقرار ہون اگر تو مجھسے نکاح کرے تو لاکھہ درم مہر کے ادا کرون اور علاوہ اسکے بہت سامال و اسباب دون بشرطیکہ تو راکب دوش رسول و راحت جان بتول سرور زمن حضرت امام حسن علیہ السلام کا زہر قاتل سے کام تمام کرے اوس عورت نابکار مردود بارگاہ پروردگار نے بطمع زر فاطمہ کے لخت جگر کو چھہ بار زہر دیا مگر آپکی کرامت سے اثر نکیا ساتوین مرتبہ اوس سنگدل نے فاطمہ کے لعل کا دل پارہای الماس سودہ سے پارہ پارہ کرڈالا جسوقت

حضرت امام حسن کو اثر اوس زہر ہلاہل کا معلوم ہوا فوراً حضرت امام حسین علیہ السلام کو
اپنے پاس بلایا اور اپنی رحلت کا حال سنایا اور کہا کہ ای بہائی اب مجہکو تمہاری جدائی
اور تنہائی پر رونا آتا ہی یعنی رات کو میں نے اپنے جد امجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو خواب میں دیکہا ہی کہ بہشت میں مجہکو اپنی ساتہہ لیئی ہوے
سیر کراتے ہین اور نانا جان مجہسے فرماتی ہین کہ ای حسن خوش ہو کہ تو نی دشمنوں کے
ہاتہہ سی نجات پائی اور کل رات کو تو ہمارے پاس آویگا اور یہان بہشت مین آرام
پاویگا پس یہہ خواب دیکہکر تشنگی غالب ہوئی رات کو اس کوزہ مین سے پانی پیا کہ اوس پانی نے
میرا دل جگر ٹکڑی ٹکڑی کر دیا ہی حضرت امام حسین نے چاہا کہ آپ بہی اوس کوزہ کا پانی پی کر
اور بہائی کے ساتہہ آپ بہی جان دین مگر فوراً حضرت امام حسن نے بہائی کی ہاتہہ سی کوزہ
چہین لیا اور زمین پر پہینکدیا جہان پانی گرا وہ زمین شق ہو گئی اوسوقت حضرت امام حسین
علیہ السلام کو یاس مطلق ہو گئی کہ ایکبار بہائی کا اس زہر سی بچنا محال ہے اور اوس خواب کی
تعبیر یہی کہ اب قریب زمانہ انتقال ہی ہر **روایت ہے** کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
بہائی سی پوچہا کہ ای بہائی کس نے تمکو زہر دیا حضرت امام حسن علیہ السلام نی فرمایا کہ کیا تم
اوسکو جان سے مارا چاہتے ہو اونہوں نے جواب دیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ اگر وہی میرا قاتل ہی جو
میری گمان میں ہے تو خداوند تعالی انتقام حقیقی ہی وہی قیامت کیدن بدلا لیگا اور اگر وہ قاتل
نہیں ہے جسپر میرا گمان ہے تو مین یہہ نہین چاہتا کہ ایک بیگناہ کو میری واسطے قتل کرو **فرد**

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پہر بہی اپنا ہی ستمگر کے روادار نہین

الغرض جس دم حضرت امام حسن علیہ السلام کی چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تہا اور کہ
جگر لخت لخت ہو کے تہ کی راہ نکلتا آتا تہا حضرت امام حسین بہائی کے واسطے ہوا اور تی تہے اور شعر پڑھتے تہے

کہ زہر گشت ازان آب خوشگوار حسن	کہ ریخت پارہ الماس ریزہ در قدحش
ہمہ زراہ گلو ریخت در کنار حسن	ور اندرون صد و ہشتاد پارہ شد جگرش
فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسن	لبش کہ مایہ شہد پاک بود شد بیر زہر
بریخت لالہ و نسرین نو بہار حسن	بباغ عترت پیغمبر از خزان ستم
ز حسرت جگر خستہ و فگار حسن	جگر بسوخت شقق را چو لالہ زآتش دل

راوی لکہتا ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو بیقراری اور اضطراری
حد سی زیادہ گذری اور رنگ رخسارہ گلگون کا سبز ہونے لگا آپنے گہر والونسی پوچہا کہ اب
میری چہرہ کا رنگ کیسا ہی سب نے رو کر عرض کیا کہ پارہ الماس کی اثر سی زمردین ہو گیا ہی
آپنے حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ای بہائی حدیث معراج نبوی
ظاہر ہوئی یعنی جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف ہوئی تہی اور بہشت
مین سیر کرنیکو تشریف لیگئے تہی تو دو قصر بہشت مین لاحظہ فرمائی ایک زمرد سبز کا اور دوسرا
یاقوت سرخ کا رضوان سے پوچہا کہ یہہ دونون قصر جواہرین کس کیلئی بنایا ہوا ہین رضوان نے شرم سے
سر جہکا لیا اور کچہہ جواب نہ دیا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یہہ دونون قصر جواہرین آپکے دونون فرزندون حضرت امام حسن علیہ السلام
اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی لئی ہین آپنے فرمایا کہ رنگ جدا جدا کس واسطے مقرر ہوا ہین

جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قصر زمردین بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کیواسطے اسلئے تجویز ہوا کہ لوگ بعد آپکے اونکو زہر دینگے اور وقت رحلت اونکی چہرہ مبارک کا رنگ زمردین ہو جائیگا اور چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دغاسے میدان کربلامین بلائینگے اور تیغ جفاسے شہید کرکے اونکو خون مین نہلائینگے سو بھائی اب سبز ہو جانا رنگ چہرہ کا دلیل رحلت ہی اور یہی ہنگام وقت مفارقت ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ حال سنکر ضبط گریہ نہو سکا بے اختیار رونے لگی اونکی روتے ہی جسقدر لوگ گھر مین بیٹھے تھے سب رو اوٹھے الغرض اونتیسوین تاریخ صفر کی رات کو آپکا حال متغیر ہوا حضرت زینب اور کلثوم اور فرزندان مغموم اور سب گھر کے لوگ اوسوقت بیقرار اور رنج والم سے اشکبار تھے آدہی رات کیوقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بھائی مینے بہنون اور فرزندون اور گھر کے سب خورد وکلان کو تمہارے سپرد کیا اور تمکو خدا کو سونپا یہہ کہا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوا ایکبیک اس سرا فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ٭ اب حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی اور تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل وجگر شق ہوا جاتا ہے اور خیال کرنے سے رونا آتا ہے بار بار بھائی کی نعش کے پاس آتے اور کمال بیقراری سے فرماتی تھی

للمولفہ

آپنے نوش کیا زہر ہلاہل بھائی	اسکے صدمہ کو تو جانے ہی مرا دل بھائی
خود تو جنت کو گئے اور ہمین تنہا چھوڑا	آپکے ہجر مین جینا ہوا مشکل بھائی

کچھہ تو بتلا و رہ پاک عدم کی خوبی	قطع کرنی ہے ہمین بھی یہی منزل بھائی
زہر کسنے دیا اور کسنے کیا کام تمام	کونسا آپکا پیدا ہوا قاتل بھائی
کل جسارت ترا یاد جو کرتا ہون ذرا	رونا آتا ہے مجھے شکل عنادل بھائی
یک بیک چھوڑ دیا ہم جگر افگارونکو	دور کی راہ چلے خوب یہہ منزل بھائی
وہ بہار ہم جبکہ تصور ترا آتا ہے مجھے	مضطرب ہوتا ہون مین صورت بسمل بھائی
محمد و مصطفی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں آنا اور حضرت مسلم کا کوفہ کو روانہ ہونا

اب یہان سے ماجرا ہوش ربا اور واقعہ جگر گداز قیامت نما یعنی احوال شہادت شہنشاہ کربلا بیان ہوتا ہی کہ جسکو سنکر دلفگار ونکا آوجی سکے بدن کا رو تا ہے روایت ہے کہ جب یزید پلید بعد وفات اپنے باپ کے باد شاہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھا اوسنے ہر شہر اور اقلیم مین اپنی بیعت کیواسطے نامے لکھے اور ایک نامہ ولید حاکم مدینہ کو اس مضمون سے لکھا کہ خلیفہ روی زمین یعنی معاویہ نے اس عالم فانی کو چھوڑا اور بجای اوسکے مین حاکم مقرر ہوا پس حسین ابن علی علیہ السلام اور عبداللہ ابن عمر و عبدالرحمن وغیرہ ہم سے میری طرف سے بیعت لینا اور اگر یہہ لوگ انکار کرین تو فوراً ان سبکے سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا اوس زمانہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام اکثر اوقات رسول مقبول کے روضہ پر نور پر جاکر تمام رات عبادت الہی مین بسر کیا کرتے تھے جب یہہ نامہ ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس پہونچا اوسنے حضرت امام علیہ السلام کو سنایا فرزند رسول مقبول نے

یزید کی بیعت سی انکار کیا اسواسطے کہ یزید فاسق وفاجر اور ستمگار تہا اور بدستور قدیم
روضۂ جد بزرگوار پر جاکر حاضر ہوئے وہان رات کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکہا کہ فرزند کا سر زانو پر رکہکر بدیدۂ تر فرماتی ہین کہ ای نور العین دشمن
تیری ایذا رسانی پر آمادہ ہین اور عنقریب تو میدان کربلا مین بے یار و یاور اپنا
گلا کٹائیگا اور ظالمون کے ہاتہہ سی شہید ہو جائیگا فرزند میرے یہہ لوگ قیامت کے
دن میری شفاعت سی محروم رہینگے ماں باپ تیری منتظر اور بہشت تیرے
واسطے آراستہ ہو رہی ہین جسوقت امام علیہ السلام نی یہہ خواب دیکہا رضای خالق
پر دل کو مضبوط کیا اور شوق شہادت دلمین پیدا ہوا پہر تو یکبارگی چوتہی تاریخ شعبان
کی مدینۂ منورہ سی مکۂ معظمہ کی طیاری کردی پہلے مادر و پدر کی روضۂ منورہ پر جاکر
کلمات رخصت کی فرمانی لگے پہر رسول مقبول کی روضۂ پرنور پر آئی اور کلمات رخصت زبان پر
لائی بعد اوسکی سب مدینہ والونسی رخصت ہوئے سبکو آپکی مفارقت کا رنج تہا خصوصًا ام سلمہ کو
بڑا الم تہا اور وقت طیاری سبکی زبان پر یہہ جاری تہا

فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد	کردۂ عزم سفر حفظ خدا یار تو باد

الغرض سبکو نالان اور گریان چہوڑکر مکۂ معظمہ مین تشریف لائے جب یہہ خبر کوفہ
والون کو پہونچی کوفیون نے باہم اتفاق کرکے آپکو لکہا کہ ہم مدد کیواسطے جان و دل سے
حاضر ہین اور حضور کی زیارت کو ایک مدت سی مشتاق ہین جبکہ ایک سو پچاس خط اون
لوگون نے بہیجوائی اور اکثر ایلچی بہی آئے تب آپنے اپنی طرف سی پہلے مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بہائی کو روانہ

فرمایا تاکہ اون لوگون کی وفاداری اور دوستداری ملاحظہ فرمائین اور کیفیت وہان کے
لوگونکی مفصل لکھکر بھیجواُئین الغرض حضرت مسلم کوفہ مین پہونچی تو مختار ابن عبید کے گھر مین
اوتری اور بارہ ہزار آدمیون سے زیادہ نے حضرت مسلم کی ہاتھ پر بیعت کی اور ظاہر مین سب نے
اون کے ساتھ محبت کی جبکہ تیس ہزار آدمیون کے قریب حضرت مسلم کی رفاقت مین جمع ہوئے
اوسوقت حضرت مسلم نے سارا حال لوگون کا لکھکر امام علیہ السلام کی حضور مین روانہ کیا اور
لکھا کہ لوگ یہان کے میری آنی سے بہت خورسند ہوئے اور آپ کی دیدار کی بہت آرزومند ہین اور
ہر ایک شخص آپکی زیارت کی تمنا رکھتا ہی جب یہہ نامہ حضرت مسلم کا امام علیہ السلام کی پاس آیا آپ
بلا خوف و خطر اوسیطرف ارادہ کوچ کا فرمایا اودہر قضا و قدر نے کچہہ اور ہی ماجرا دکھایا یعنی حضرت
مسلم اور اون کی دونون اطفال خوردسال کو کوفیون نے شہید کر ڈالا چواب

حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام	محمد عربی پر درود اور سلام

حضرت مسلم اور اونکے فرزندونکی شہادت

جب یہہ خبر یزید پلید کو پہونچی کہ حضرت مسلم بن عقیل امام علیہ السلام کیطرف سے کوفہ مین تشریف
لائی ہین اور ایک گروہ کثیر نے اون کی ہاتھ پر بیعت کی ہی یزید پلید اس خبر کو سنکر بہت آزردہ
ہوا اور نعمان بن بشیر کو معزول کر کے بجای اوسکی عبید اللہ بن زیاد حاکم بصری کو مقرر کرکے
کوفہ کی طرف روانہ کیا اور لکھدیا کہ بہت جلد مسلم بن عقیل اور اون کی یارون اور
مددگارون کو بتیغ بیدریغ ہلاک کرنا اور سب کوفہ والون کو میری غضب سے ڈرانا چنانچہ
عبید اللہ بن زیاد کوفہ مین آیا اور لوگون کو بہت دہمکایا اور حضرت مسلم کی جماعت کو پریشان

کرو پار **روایت** ہی کہ جب حضرت مسلم نی کوفہ کی مسجد مین نیت نماز مغرب کی
باندہی تو آپ کی ساتہہ پانسو آدمی تہی اور جب سلام پہیرا تو ایک کو بہی نپایا القصہ حضرت مسلم
تن تنہا رہ گئی نہ کوئی مونس نہ غمخوار کوفیون کی بیوفائی سی لاچار جسطرف کو جاتی تہی راہ نپاتی تہی
اور ابن زیاد بدنہاد کیطرف سے کوچہ بندی ہوتی جاتی تہی حضرت مسلم جدہر دیکہتی تہی قضا سامنے
نظر آتی تہی آخرکار ایک عورت پیرزال طوعہ نام کا دروازہ آپکو نظر آیا اوس کی پاس
تشریف لیگئے اور پانی طلب کیا اوس نی پانی پلا دیا اور آپ کا نام اور حسب و نسب دریافت کیا
آپنے فرمایا کہ مین ایک شخص گرفتار رنج ومحن غریب الوطن خاندان نبوت سی ہون
مسلم بن عقیل نام ہی امام حسین علیہ السلام کا بہائی ہون اگر مجہکو اپنی گہر مین اس رات
ٹہرا دیگی تو خداوند تعالی تجہکو بہشت عطا فرماویگا اور اجر عظیم پاویگی اوس
عورت فرخندہ خصال نی یہہ حال سنکر آپکی تعظیم کی اور کہا **شعر**

رواق منظر چشم من آشیانہ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

شام کو اوس عورت کا بیٹا تیرہ دل گہر مین آیا اور ماں کو ایک مہمان عظیم الشان کی خدمت
مین مصروف دیکہکر حال دریافت کیا اوسنے کہا مسلم بن عقیل نی مجہسی پناہ چاہی ہی اور
ابن زیاد بدنہاد کی فوج اونکی تلاش مین ہی سو مینی اپنی سعادت سمجہکر پناہ دی اور گہر مین
اوتارا تا کہ اس مہمان کی طفیل خدای کریم میری تئین اجر عظیم عطا فرماوی وہ کم بخت یہہ
حال سنکر سو رہا اور صبح کو جاکر محمد بن اشعث سی خبر کی اوس نی ابن زیاد کی دربار مین
جاکر کہا کہ مسلم بن عقیل طوعہ کی گہر مین پوشیدہ ہین الغرض ابن زیاد بدنہاد نی

حلقہ سی مین سو سوار اور ایک اوسکی نائب کو لیکر محمد بن اشعث طوعہ کی مکان پر آیا اور
سارے مکان کا محاصرہ کیا حضرت مسلم نے جب یہہ حال ملاحظہ فرمایا مصلی پر سے اوٹھی اور سلاح
بدن مبارک پر آراستہ کرکی تلوار میان سی باہر نکالی اور رگ ہاشمی جوش مین آئی اور مانند
شیر ژیان مردانہ دروازہ سی باہر آکر گروہ روباہ خصال پر حملہ کیا اور ایک ہی حملہ مین بہت لوگونکو
جہنم وکہا دیا جسطرف کو تلوار پکڑکر حملہ کرتی تہی دس پانچ شقی برابر مرتی تہی اور کسی کو آپ سے
حملہ کرنیکی مجال نہ تہی الغرض وہ بیدین دور سے تیر چلاتی تہی اور در و بام پر سے پتہر گرا ایذا پہونچاتی
تہی کہ ناگہان ایک پتہر آپ کی پیشانی نورانی پر ایسا لگا کہ تمام چہرہ سے خون مین تر بتر
ہوگئے اوسوقت آپ مدینہ کیطرف مونہہ کرکی فرمانی لگے کہ ای حسین ابن علی کچہہ تمکو
مسلم خستہ جگر کی بہی خبر ہی کہ اوسپر کیا گذری افسوس ہی انکوفیون نے یہہ حال کیا مگر آپ کا
خیال ہی اب کون قاصد ہی جو آپ کو یہان آنی سی روکی افسوس آپکو میرا حال کون کہی
اور میری خبر شہادت آپ تک کون پہونچاوی **بیت** نہ قاصد ہی نہ بیگانہ مرغ نامہ بر
کسی بیکسی کی ہمی برد خبری + کبہی باد شمال کو قاصد بناتی اور کبہی باد صبا سی یہہ فرمانی لگی

اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری	صبا گلشن احباب من اگر گذری

القصہ پہر تو گروہ اشقیائی حضرت مسلم کو زخمون سی چور چور کر ڈالا یہانتک کہ طاقت حملہ کرنیکی
باقی نہ رہی آپنی ایک دیوار سی تکیہ لگایا او قبلہ رو ہو بیٹہی کہ اوسی حالت مین ایک
شقی نی آپ کی چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ لب مبارک اوپر کا کٹ گیا آپنے
اوسی حالت مین اپنی تیغ بیدریغ سی اوسکو جہنم پہونچایا پہر تو حضرت علی کی چاند سی

ظلم کی گھٹا چھائی اور چاروں طرف سے نیزہ اور شمشیر کا مینہ برسنا شروع ہو گیا جبکہ حضرت مسلم نیم جان ہو گئی اور دم واپسین باقی رہا اوسوقت اشقیا آپکو اوٹھا کر ابن زیاد بدنہاد کے پاس لائے اوس بدبخت نے تیسری تاریخ ذیحجہ کو سر مبارک تن سے جدا کیا اور یزید پلید کے پاس شہر دمشق میں بھجوا دیا اور بدن کو سولی پر چڑھایا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون
اب اوس غربت اور تنہائی میں تن بیسر کی کون تجہیز و تکفین عمل میں لائے اور کون حضرت امام علیہ السلام کو خبر شہادت پہونچائے اور شہر کوفہ میں کون آپ کی غم میں آنسو بہائے الغرض خود تنہائی اور بیکسی آپ کی نعش پر روتی تھی اور زبان حال یوں کہتی تھی مصرع

ہای مسلم یہہ جوانی تیرے	قدر لوگون نے نجانی تیرے
شہر کوفہ مین نہین کوئی تیرا	موت اسطرح سے آئی تیرے
تو تو پیاسا مالک کو ترسا ہائے	تھہری تشنہ دہانی تیرے
تو نہین اور رہا ہے باقی	خلق و عالم مین کہانی تیرے
تو تو پیاسی گیا سوی جنان	دونون لڑکے ہین نشانی تیرے

حضرت مسلم کی فرزندون کی شہادت کا بیان

جبکہ حضرت مسلم نے شہادت پائی اوسکے بعد ابن زیاد پلید نے تمام شہر کوفہ مین منادی کرائی کہ سنو سنا ہے کہ مسلم کی دو پسر صغیر اس شہر مین روپوش ہین جو کوئی اون کا سر کاٹ لاویگا وہ بہت انعام پاویگا اور جسکے گھر مین وہ روپوش ہونگے اوسکا گھر لوٹا جائیگا اور وہ شخص جان سے مارا جائیگا پس اس منادی کو سنکر تمام شہر مین تلاش

ہونی لگی دونون صاحبزادی دوستدار اہلبیت قاضی شریح کی گھر مین پوشیدہ رہی
قاضی نی دونون بیٹیون کو اپنی سامنی بلایا اور اونکو دیکہکر قاضی اپنی آنکہون مین پانی بہر لایا
محمد اور ابراہیم دونون صاحبزادون نی جو قاضی شریح کو روتا پایا بہت غمگین ہوئی اور
دونکا سبب پوچہا اوسنی حضرت مسلم کی شہادت کا حال بیان کیا یہہ سنکر دونون آستین
دست در بغل ہوکر رونی لگی بعد اوسکی قاضی شریح نی حال منادی کا سنایا اور کہا ای فرزندان
یتیم مصلحت یہہ ہی کہ مین تمکو ایک قافلہ کی ساتہہ مدینہ کو پہونچا دون کا جب شام ہوئی
قاضی نی اپنی لڑکے کو ساتہہ کرکی کہا کہ دروازہ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ طیبہ کو
جاتا ہی وہان جاکر کسی مرد صالح اور نیکبخت کی سپرد دونون شہزادون کو شتابی
کر دینا پسر قاضی اسد نام دونون کو ہمراہ لیکر مقام پر آیا کہا کہان قافلہ کوچ کر گیا تہا
اور گرد قافلہ سامنی سی معلوم ہوتی تہی پسر قاضی نی کہا دوڑو اور جلد جاکر قافلہ سی
مل جاؤ یہہ تو راہ بتلا کر ادہر آیا اودہر قضا و قدر نی یہہ ماجرا دکہایا کہ رات کا
وقت تہا دونون یتیم راہ بہول گئی قضارا ابن زیاد بدنہاد کی پیادی دونون شہزادون
کو پکڑ کی کوتوال شہر کی پاس لائی کوتوال نی ابن زیاد بدنہاد کو خبر کی اوسنی دونونکو
قیدخانہ مین بہیجدیا اور اونکی مظلومی اور بیکسی پر رحم نکیا داروغہ قیدخانہ کا ایک مرد
مسلمان پرہیزگار مشکور نام بہت دوستدار اہلبیت اطہار تہا دونون کو گلی سے لگا کر
بہت رویا اور دلاسا دیکر دلجوئی دیکر وہان بٹہایا جب رات ہوئی اپنے ہمراہ لیکر
دونون شہزادون کو مقام قادسیہ پر لایا اور اپنا انگوٹہی بطور نشانی کے دیکر

کہا کہ مقام قادسیہ مین پہونچکر میری بہائی کو تلاش کرنا وہ تمکو مدینہ طیبہ تک بلا خوف و خطر
پہونچا دیگا یہہ دونون لشکر سی رخصت ہوکر بیچاری مصیبت کے ماری قضا سر پر سوار
خود پیادہ نکلی چلے جاتی تہی مگر از قضا و قدر سی آدمی کب پاؤن باہر رکہہ سکتا ہی
دونون مسافر ملک عدم تمام رات چلی اور جب صبح ہوئی تو اپنی تئین اوسی مقام پر پایا
کہ جہان لشکر نی پہونچایا تہا پہر تو خوف کی ماری ایک پرانی درخت کی بیچ مین جو
اندر سی خالی تہا چہپ رہی اور حضرت زکریا کیطرح رضا و تسلیم پر راضی ہی جبکہ روز روشن
ہوا ایک لونڈی آفتابہ لیکر اوس درخت کی قریب جو چشمہ تہا وہان آئی اور ان دونون
نونہالان باغ نبوت کو دیکہکر پوچہا کہ تم کون ہو دونون یتیمون نی رونا شروع کیا اور آواز
دوستدار سنکر اپنا حال تمام بیان کردیا وہ لونڈی حضرت مسلم کا نام سنکر مضطرانہ بی بی
کی پاس آئی اور سارا ماجرا بیان کیا بی بی اوسکی اہلبیت اطہار کی نام پر فدا تہی کہا
جلد جا اور فوراً اون دونون یتیمون کو اپنی ساتہہ لا لونڈی آئی اور بہت دلاسا دیکر
دونون کو ساتہہ لائی اوسکی بی بی نے اسی خوشی مین اوس لونڈی کو تو آزاد کیا اور
خود دونون شاہزادون کی خدمتگذاری مین مصروف ہوئی اور مادر مہربان کیطرح
کہتی تہی ای بیکسان مظلوم و ای فرزندان معصوم مین تمہاری واسطی جان تک دریغ نکرونگی
اپنی ہاتہہ سی کہانا پکا کر کہلایا اور ایک مکان علیحدہ مین دونون مظلومون کو سلایا رات
کو اوس عورت کا شوہر جو مسلم کی فرزندون کی تلاش مین تہا گہر مین آیا اور کہانا زہر مار
کرکے سر شام سی سو رہا جبکہ آدہی رات کی قریب گذر گئی تو بڑے بہائی نے چہوٹے

بہائی کو جگایا اور کہا ای بہائی اب وقت سونیکا نہین ہی بلکہ مقام بیداری ہی ابہی
اپنی حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا ہی کہ آپ روضہ
بہشت مین حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کی ساتہہ بیٹہے ہین اور ہمارا باپ بہی
وہان موجود ہی اور ہم دونون بہائی بہی وہان حاضر ہین جسوقت جناب رسول مقبول
کی نظر ہم دونون پر پڑی آپنے ہماری باپ سی فرمایا کہ ای مسلم تم خود چلی آئی اور
اون دونون کو ظالمون مین چہوڑا حضرت مسلم نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دونون
بہی میری پیچہی آتی ہین بلکہ کل تک حاضر ہونگی پس ای بہائی اسوقت یقین کامل ہوا کہ
ہم دونون بہائی بہی تن تنہا باپ کیطرح شربت شہادت نوش کرکے جنت کو سدہارینگے
اور ہمکو بہی اشقیا گردن مارینگے یہہ کہکر دونون بہائی ایکدوسرے کی گلی مین ہاتہہ
ڈالکر ایسی چلائے اور ایسی آواز دردناک سے رو ئی کہ حارث کمبخت کی آنکہہ کہل گئی عورت سے
پوچہا کہ آج گہر مین کون ہی عورت اوسکی جاگنے سے ڈرگئی اور کچہہ جواب نہ دیا اوس نے
خود اوٹہکر چراغ جلایا اور جہان یہہ دونون یتیم رو رہی تہی وہان آیا دیکہا کہ دونون بستی بغل
ہوکر رو رہی ہین پوچہا تم کون ہو وہ اوس کو گہر کا جاہی پناہ سمجہی ہولی ستی بولی کہ ہم فرزندان
مسلم مظلوم ہین باپ کی جدائی کی سبب بہت مغموم ہین یہہ سنکر حارث بدبخت نی کہا

آب در کوزہ وما تشنہ لبان میگردیم		یار در خانہ وما گرد جہان میگردیم

پس دونون کی گیسو یعنی حضرت جنکی خوشبو سی خطا و ختن معطر تہی پکڑ کے اور طرح
طرح کی ایذا پہونچاتا ہوا گہر سی باہر لایا چنانچہ حال اون کی شہادت کا اس نظم سی

پیدا اور راون کا درد و غم ہر ایک شعر سے ہویدا ہے مولف

پکڑ کے لایا جو مسلم کی وہ پسر دونون — تو اون کی حال پہ روئے شجر حجر دونون

کہا یہ بی بی نے اوسکی کہ کیا یہ کرتا ہے — یہ بے وطن ہین غریب اور ہین بے پدر دونون

نہ سر پہ باپ کا سایہ نہ مان یہان انکی — نہ کیجو قتل کہ ہین بیدل و جگر دونون

نہ پہول دولت دنیا پہ چہوڑ دی ان کو — نہال گلشن ہستی کی ہین ثمر دونون

ذرا تو چہرہ کو دیکہہ ان کے کیا ہے نورانی — خجل ہین جن سے کہ خورشید اور قمر دونون

خدا کے واسطے کر رحم انکے حال پہ تو — کہ اپنے حال پہ جو روتے ہین یہ نوحہ گر دونون

کہا یہ بی بی سے اوس نے کہ مین نچہوڑون گا — مجھے دلائینگے حاکم سے سیم و زر دونون

تجھے خبر نہین کم بخت ملینگے حاکم سے — کیا ہے وعدہ کہ لاونگا اونکے سر دونون

پکڑ کے بال گھسیٹا جو اون غریبون کو — تو بولے ہوکے پریشان وہ پسر دونون

کہ اے شقی یہ ستم ہم پہ کیون روا ہی تجھے — کہ ہم غریب ہین کونہ ہین بے پدر دونون

غرض نہ اوس نے سنی اونکی نالہ و فریاد — اگرچہ پاون پہ رکہتے تہے اپنے سر دونون

لب فرات جو دونون کو لایا وہ ناری — تو اشک آنکہون مین دیکہا اوسکو لا کے بہر دونون

کہو مین چہرا کی جو لی اوس نے ہاتہہ مین تلوار — جہکا لئے خوف سے دونون نے اپنے سر دونون

جو آب تیغ کو دیکہا تو خوف کے مارے — برنگ موج لپٹتے تہے ہم دگر دونون

لگائی تیغ جو دندان و لب پہ ظالم نے — تو خون مین ڈوب گئے لعل اور گہر دونون

برنگ ماہی بے آب تہے کنارہ پہ — کہ ایک غرق نہ دریا مین ہو مگر دونون

تشنگی نی دونون کی سر تیغ تیز سی کاٹے	وہ ایک گہاٹ سی اوتری اجی چشم تر دونون
جو نعش پائی این بہنکی تو سوکی دست و بغل	عدم کی راہ چلی صورت گہر دونون
لیا فرات نی دونون کو کہول کر آغوش	کہ بحر حسن و لطافت کی ستہے گہر دونون
حباب وار وہ پانی پہ جاتی ستہے جبدم	تو اون کی حال پہ روتی تہی بحر دیدہ دونون

	تری کی راہ چلی جب وہ خشک لب صوفی
	تو پہونچے باپ کے نزدیک بے خطر دونون

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مکہ معظمہ سی کوفہ کیطرف کوچ فرمانا اور چلکر اسمت سی کربلا مین آنا

راوی لکہتا ہی کہ جس روز وہان کوفہ مین حضرت مسلم نی شربت شہادت نوش فرمایا اوسی روز یہان فرزند ساقی کوثر یعنی امام علیہ السلام نی ارادہ سفر کوفہ کا ٹہرایا اس منع کیا عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمر اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی نی آپ کو اس سفر سی اور اکثر عزیزون اور اقرباؤن کو کمال فکر ہوئی اور حضرت عبد اللہ ابن عباس نی بہت اصرار کیا اور کہا ای نور دیدہ بتول و ای لخت جگر رسول حال اہل کوفہ کی بیوفائی اور کج ادائی کا حضرت علی علیہ السلام کیوقت ہی جناب آپکو اچہی طرح معلوم ہی آپ نی فرمایا کہ قریب ڈیڑہ سو خط کی میری پاس اون لوگون کی آئی اور علاوہ اون کی میری بہائی مسلم بن عقیل نی بہی لکہا ہی اور وہ لوگ بلا بہ میری

رشد و ہدایت کی طالب ہین کسطرح بخاؤن اور کیونکر امر ہدایت عمل مین نہ لاؤن
پس جناب حضرت امام حسین علیہ السلام نی اون کی منع کرنیکو نہ مانا اور فرمایا کہ مینی اپنے باپ
علی مرتضی کرم اللہ وجہ سی سنا ہی کہ وہ فرماتی تہی کہ رسول مقبول نی ارشاد فرمایا ہی
کہ ایک مینڈہی کی سبب سے کعبہ کی بیحرمتی ہوگی سو ایسا نہو کہ وہ مینڈہا مین ہون اور
میری سبب سے کعبہ کی بیحرمتی ہو الغرض امام علیہ السلام نی تیسری تاریخ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو
مع عیال و اطفال کی مکہ معظمہ سی کوچ کیا اور حضرت فاطمہ صغرا کو بسبب بیماری کے
ساتھہ نہ لیا تمام یارا و اصحاب کبار زار زار روتی تہے اور کہتی تہے **بیت**
بسفر رفتنت مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی **روایت ہی** کہ آپ کے
ساتھہ کل بیاسی آدمی تہی کہ وہ سب آپکے عزیز و اقارب اور گھر والے تہی آپ منزل
بمنزل طی کرتی ہوئی چلی جاتی تہی کہ راہ مین حضرت مسلم اور اون کے فرزندون کی
شہادت کی خبر سنی پس کوفیون کی بیوفائی سنکر آپنے پلٹنے کا ارادہ فرمایا اوسوقت
حضرت مسلم کے بہائی اور فرزندون نے اصرار کیا اور کہا بعد مسلم کی اب ہمکو زندگی اچہی نہین
معلوم ہوتی بلکہ کوفیون سی مسلم کی خون کا بدلا لین گے یا خود بہی شہید ہو جائینگے
حضرت امام علیہ السلام نی فرمایا لا خیر فی الحیات بعدکم یعنی بعد تمہاری زندگی
کچھہ خوبی نہین یہہ فرمایا اور سیدہی عراق کیطرف روانہ ہوئی راوی لکہتا ہی کہ
راہ مین حضرت امام علیہ السلام کو فرزدق شاعر ملا اوس نی آپکے دست مبارک کو
بوسہ دیا آپنے پوچہا کہ کوفیون کی کیا کیفیت ہی اوس نی عرض کیا کہ دل اون کے

آپکے ساتھہ ہین اوراون کی تلوارین بنی امیہ کی ساتھہ ہین اور اللہ جو چاہے سو
کرے اوسکی تقدیر سے چارہ نہین آپنے فرمایا سچ ہی حرف تقدیر مٹ نہین سکتا
جبکہ کوفہ دو منزل رہ گیا حربن ریاحی مع ایک ہزار سوار کے آملا اور ابن زیاد بدنہاد
کی حکم سے آگاہ کیا اور عرض کیا مجھکو حکم ہی کہ جہان امام علیہ السلام ملین اونکو گرفتار
کرلینا ایسا نہو کہ اور کسیطرف چلے جائین آپنے فرمایا کہ اہل کوفہ کے اکثر خطوط
میری پاس موجود ہین اگر تم لوگ اپنے اقرار اور قول پر قائم رہو تو مین چلون ورنہ
پلٹ جاؤن حر نے جواب دیا کہ مجھکو واللہ اس حال کی خبر نہین اور نہ مین آپ کو
چھوڑ سکتا ہون الغرض حر نے آپ کو روکا اور آپ بحکم قضا و قدر حربن ریاحی
کی ساتھہ ہوے یہانتک کہ حر آپ کو میدان کربلا مین لایا یعنی امام علیہ السلام بمشیت
الہی دوسری محرم کو میدان کربلا مین آئے اور وہان کی اوداسی اور جنگل بیابان کی
وحشت دیکھکر اوس زمین کا نام پوچھا لوگون نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ اس
زمین کو کربلا کہتے ہین آپنے فرمایا کہ میدان کرب و بلا یہی ہی یہہ کہا اور فرمایا ؎

اینجا نصیب ما ہمہ کرب و بلا بود		گر نام این زمین بہ یقین کربلا بود

ترجمہ طبری وغیرہ مین لکہا ہی کہ جب امام علیہ السلام میدان کربلا مین پہونچے حر نے
بطریق خیر خواہی عرض کیا کہ ابن زیاد بدنہاد کی فوجین برابر پہونچتی جاتی ہین آپ
کوچ کرکے شتاب اور کہین تشریف لیجائیے چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہان سے
کوچ کرکے تمام رات قطع مسافت کی صبح کو جو دریافت فرمایا تو وہی زمین کربلا کی موجود تھی

اور بعض روایتون مین ہی کہ اسیطرح سات بار اتفاق ہوا آخر کو پہر تو یہہ نوبت پہونچی
کہ اونٹون کو مارلیتے اور وہ اپنی جگہہ سی قدم نہ بڑہاتی تہی اور جہان میخ گاڑتی تہے
یا درخت سی لکڑی توڑتی تہی وہان سی خون کا فوارہ جاری ہوتا تہا آخر کو حضرت امام
علیہ السلام نی راضی برضائے الہی ہو کر فرمایا کہ جگہہ وعدہ کی اور ہمارا مقتل یہی ہی عجب ہی اور
اور ستی نہیں پہچین کا دلمین خیال آیا اور آپنے سب کیطرف دیکھکر فرمایا **غزل** موقف

ہی مقام اینتہی اب نہین منزل باقی — پوری یان ہوگی جو ہوگی ہوس دل باقی
اس زمین سی نہین جاویگا حسین ابن علی — کہولد الین جو رہی ہو کوئی محمل باقی
سب میرے سامنی اس دشت مین ہوونگے شہید — مین ہون رونے کے لئی جگر و دل باقی
بعد میرے نہین رہنے کا کوئی رونے کو — یان رہینگے فقط ایک عابد بیدل باقی
تیغ دشمن سی کٹینگی میرے عقدے لاکہون — اب نہین رہنی کی کوئی میری مشکل باقی
مین ہون گلزار جہان کی لئی مانند بہار — میری دم تک ہی یہہ سب شور عنادل باقی
ہوگئی رقتل حسین ابن علی ای صوفی — شمع خاموش ہوئی اور ہے محفل باقی

پس امام حسین علیہ السلام کی پہر اہون نی اوسی جگہہ خیمہ اہلبیت اطہار کا ریگستان مین
ایستادہ کیا اور تمام اسباب وہان کہولدیا **روایت** ہی کہ جب امام علیہ السلام
کربلا مین پہونچی تو وہان کی گرد و غبار اور بہائی کی پریشانی اور بی سرو سامانی کو
دیکہکر حضرت ام کلثوم نی پوچہا کہ ای بہائی یہان میری دل کو کمال بیقراری اور
اضطراری ہی اور جب آپکے گیسوی عنبر غبار آلودہ دیکہتی ہون اور بہی زیادہ پریشان

پہونچی ہون یہان سے جلدی کوچ فرمائیے اور ہمکو کسی اور طرف پہونچا دیجئے آپنے حضرت
ام کلثوم کو کلمات صبر و رضا کی تلقین فرمائے **روایت ہے** کہ ابن زیاد بد نہاد
نے کربلا مین ایک خط حضرت امام حسین علیہ السلام کی پاس اس مضمون کا بہیجا کہ یا تو
یزید سے بیعت کیجئے یا آمادہ جنگ و جدال ہوجیے جبکہ امام علیہ السلام نے یہہ خط پڑہا زمین پر
پہینک دیا اور ایلچی سے فرمایا کہ میری پاس اسکا کچہہ جواب نہین ہے ایلچی ابن زیاد بد نہاد کی
پاس گیا وہ یہہ سنکر غضبناک ہوا اور فوج کو جمع کیا اور فوج کا سپہ سالار عمر ابن سعد کو
بنایا عمر ابن سعد نے امام علیہ السلام کی مقابلہ سے انکار کیا اوسوقت ابن زیاد بد نہاد نے
حکم دیا کہ یا تو امام علیہ السلام سے لڑنیکے واسطے جا یا حکومت ملک ری کی چہوڑدے اوس
تیرہ رای نے ری کی حکومت اختیار کی اور بسبب طمع دنیا کی شہنشاہ دین کی مقابلہ کو
فوج کا سپہ سالار بنکر آیا اور ابن زیاد برابر لشکر جمع کرتا تہا اور عمر سعد کے پاس بہیجتا
جاتا تہا یہان تک کہ جمع ہوئی بائیس ۲۲ ہزار سوار اور پیادے اور گہیر لیا نہر فرات کو تا
امام علیہ السلام کا ایک قطرہ آب سے ترسا دین اور اہلبیت اطہار اور ذریت احمد مختار
مطلق پانی نہ پادین **روایت ہے** کہ ابن سعد مع لشکر ساتوین تاریخ محرم کو
کربلا مین پہونچا اور فرات کی کنارے اوترا اور امام تشنہ کام کی لوگون پر پانی بند کردیا ننہے
ننہے بچے پیاس کے مارے بیتاب ہوئے جاتے تہے اور مثل ماہی بے آب تڑپتے تہے اور پانی
میسر نہ آتا تہا اوسوقت بریر ابن حضیر ہمدانی رفیق امام تشنہ کام عمر بن سعد کی پاس
گئے اور سلام نکیا اوس نے کہا ای بریر ہمدانی سلام رسم اسلام اور سنت جناب خیر الانام

ہی تمنی کسواسطی ترک کیا کیا مجھکو مسلمان نسمجھا اونہون نی جواب دیا کہ وای اوپر اس
اسلام کی کہ فرات ایک دریا ہی کہ جس سی چرند اور پرند سب سیراب ہوتی ہین اور تم اہلبیت
اطہار اور ذریت احمد مختار کو ایک ایک قطرہ آب سی ترساتی ہو اور پہر اپنی تئین مسلمان
ٹہراتی ہو اوس نی جواب دیا کہ یہہ سچ ہی مگر حکومت ملک ری کی مجھسی نہین چہوڑی جاتی ہی
راوی لکھتا ہی کہ ساتوین تاریخ محرم تک اہلبیت اطہار نی ایک قطرہ پانی کا
نپایا اطفال شیر خوار مادرون کی گودیون مین مثل ماہی بی آب سسکتی اور پانی کا نام
زبان پہ نہ لاسکتی تہی بعض سکتی کی عالم مین خاموش اور بعض شدت تشنگی سی بیہوش تہی
اون سب مین حضرت علی اصغر طفل شیر خوار شدت تشنگی سی بہت بیقرار تہی **بیت**

در زمین کربلا از بسکہ قحط آب بود	آب در چشم یتیمان گوہر نایاب بود

راوی لکھتا ہی کہ شدت تشنگی کی سبب زبان خلف ساقی کوثر بالک
سچر و سری سوکہہ کر کانٹا ہو گئی تہی اور اشارات سی گفتگو فرماتی تہی افسوس ہزار
افسوس

نظم

افتادہ رایت و صف پیکار کربلا	لب تشنہ کسیبد وادی خونخوار کربلا
پژمردہ غنچہ لب پیکونش از عطش	وز خون نشان آب خوردہ خس و خار کربلا
لخت جگر نوالہ اطفال بے پدر	وز آب دیدہ شربت بیمار کربلا
ماتم فگندہ رحل اقامت دمیکہ خاست	بانگ رحیل قافلہ سالار کربلا
گویم چہ سرگذشت شہیدان کہ دست چرخ	از خون نوشتہ بر در و دیوار کربلا

افسانہ کہ کس نتواند شنیدنش
یارب بہ اہلبیت چہ آمد ز دیدنش

امام تشنہ کام کا خیمہ دہوپ مین ایستادہ اعدا قتل کرنے پر آمادہ نہ کوئی مونس نہ غمگسار نہ یار نہ غمخوار چنانچہ راوی لکہتا ہی کہ کربلا مین امام تشنہ کام تلاوتِ قرآن مجید مین معروف ہتی اور چشم مبارک سی بی اختیار آنسو جاری ہتی کسی شخص نی آپکو دیکہکر آپکا حال پوچہا آپ نی فرمایا کہ مین ایک مسافر غریب الوطن مبتلای رنج و محن ہون کوفیون نی خط لکہکر باصرار تمام مجہکو بلایا ہی اور آپ ہی بلا وجہ میری خون کے پیاسی ہین حیران ہون کہ کیا کرون اور کیونکر ان کی ظلم سی نجات پاون **نظم**

کشتی شکستہ خوردہ طوفان کربلا	در خاک و خون فتادہ میدان کربلا
گر چشم روزگار بر و فاش میگریست	خون میگذشت از سر ایوان کربلا
از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان	خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند دیو و دد ہمہ سیراب و می مکید	خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا

روایت ہی کہ جب اعدای سید مین لی فرزند ساقی کوثر کی اطفال خورد سال اور رفقای فرخندہ خصال پر پانی بند کیا اور شدت تشنگی سی بیکو بات کرنیکی طاقت نرہی اوسوقت امام تشنہ کام لی ابن سعد شقی کو یہہ لکہا کہ تین کامون مین سی ایک کام کر یا تو مجہکو چہوڑ دی کہ مکہ معظمہ کو چلا جاون یا اجازت دی کہ اپنی بال بچون کو کسی شہر مین لیکر نکل جاون یا یزید کی پاس بہیجدی کہ وہ میری عنایت جو چاہی سو کری

چنانچہ ابن سعد نے یہہ حال ابن زیاد بد نہاد کو لکہا اوس مایہ فساد نے کہلا بہیجا کہ اگر امام تشنہ کام بیعت قبول کریں تو بہتر ورنہ بہت جلد قتل کر ڈالنا کہ غنیے تجھکو لڑائی کیواسطے بہیجا نہ صلح کرنیکو چنانچہ ابن سعد شقی نے کہلا بہیجا کہ یا تو آپ یزید کی بیعت کیجئے یا سامان جنگ درست فرمائیے یہہ جواب سنکر امام علیہ السلام کو یقین ہوا کہ یہہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہیں اب اپنا سر ہی اور دشمن کا خنجر ظاہر میں تو آپ یہہ باتیں اتمام حجت کیواسطے فرماتی تہی مگر باطن میں شوق شہادت دامنگیر حال تہا نہ جان جانیکی پروا نہ سر کٹنے کا خیال تہا بعد اسکے حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام رفقا اور اعزا کو طلب فرماکر کہا کہ ای لوگو میں آج تمکو بخوشی خاطر رخصت کرتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ تم میں ہی جسکا جہان جی چاہی بی تکلف چلا جا میری لئی اپنی جان نہ گنوائیے اور جو حق خدمتگذاری اور تابعداری کا تہا وہ تم سب لوگ بجا لائے میرا خالق اکبر تمسی راضی اور میرا جد پیغمبر تمسی رضامند اور میری مان فاطمہ اطہر تمسی خوشنود ہی آج میں پنجہ ظلم میں اسیر ہون تم سب کو نہیں چاہتا کہ میری ساتہہ اپنا گلا کٹاؤ اور اپنا حال زار مجہکو دکہاؤ یہہ سنکر تمام رفقا اور اعزا جو جان نثار اور عاشق زار تہی زار زار رونے لگی اور کہنی لگی کہ دین اور دنیا کی دولت اور آخرت کی نعمت تو حضرت کے قدمون کے تلے ہی ہم یہہ قدم چہوڑکر کہان جائینگے اور بغیر آپکے کیا خاک زندگی کی حلاوت دیکہائینگے

یہہ قدم چہوڑ کی افسوس کدہر جائینگے ہم	آپ سی پہلی تو اس دشت میں مرجائینگے ہم
رو برو آپکے ہر وقت رہینگی حاضر	دور آنکہون سی اگر شکل نظر جائینگے ہم

تشنہ لب پانی کو کوثر سے پلیں گے جا کر
شمع ساں بزم سے با دیدۂ تر جائیں گے ہم

ہم سبکسار ہیں اور خلد بریں ہے مسکن
بوی گل کیطرح دنیا سے گزر جائیں گے ہم

ایک شب کے لیے آئے ہیں برنگ شبنم
صبح کو بلکہ اسی بادِ سحر جائیں گے ہم

حال شب شہادت

اب شب دہم کا حال پر ملال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رات جسکی صبح کو قیامت صغرا قایم ہوگی کیسی رات تھی یعنی رات کی ادوا ہی دل یتیم سے سوا اور سیاہی اوسکی بخت عاشق کیطرح ہویدا تھی آسمان رو رہا تھا یہہ کر خیال سحر سے لرزاں آفتاب آتشکدہ مغرب مین اشک ریزاں ماہ داغدار آسمان پر اس بات کا امیدوار کہ آفتاب نہ نکلنے پاوے ستارے دست بدعا کہ سحر کی نوبت نہ آوے ایک ایک ستارہ دیدۂ عاشق غمدیدہ کیطرح نمناک حور و ملایک آسمین غمناک جنگل کی جانور بیخور و خواب وحوش و طیور راہی آشیانون مین بیتاب میدان کربلا مین ہوا کا سناٹا اور ہو کا عالم جنگل تھی بولتی دیدہ حسرت سے خونبار اور پیغمبر رسول مقبول مع گروہ انبیا دست بدعا علی مرتضی مع صفوف اولیا عافیت خواہ سید الشہدا فاطمہ زہرا مع حوران خلد بریں نذر فرزند پر آمادہ مادر ذبیح اللہ سے ستم زیادہ - وہان تو یہہ حال یہان کا حال سنتا چاہیے کہ کربلا مین اہلبیت اطہار گرفتار پنجۂ ظالمان خونخوار تین روز کی بھوکے پیاسے اور مین رات شام سے سجادۂ عبادت پر نگونسار تھی شوق شہادت جو دامنگیر حال تھا تو اپنی جینی سے بیزار تھی خصوصا خامسِ آل عبا مسافر ملک وغا یعنی امام تشنہ کام

یاد الہی مین مشغول نہ انہوں کو ضربِ خنجر قاتل کا خیال شوق نظارہ تجلیات مین مغلوب
الحال اسی عالم استغراق مین دیکھتے کیا ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مع گروہ
ملائکہ میدان کربلا مین تشریف لائے اور امام تشنہ کام کو اپنے سینہ سے لگا کر فرمایا اے
فرزند دلبند اعدا تیری قتل پر آمادہ ہین یہ لوگ قیامت کی دن میری شفاعت سے محروم
رہینگے فرزند میرے سررشتہ صبر و استقلال موروثی کو ہاتھ سے نہ دیجیو اور نزدیک ہے کہ تو درجہ
شہادت کا پاوے اور کل تین دن کا بھوکا پیاسا میرے پاس آوے بہشت تیری لیے آراستہ
ہو رہی ہے اور ماں باپ تیری انتظار مین ایستادہ ہین یہ فرما کر حسین علیہ السلام کے سینہ
فیض گنجینہ پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا (اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا) بار خدایا میرے
حسین کو صبر اور اجر اس شہادت کا عطا فرما ارواح طیبات کا تو آپ کے غم مین یہ حال
اب نزدون کی مصیبت کا کیا حال لکھون کہ خیمہ طاہرین بانوے مغموم سر سنگ خون لکھون کی
بہاتی تہین زینب و کلثوم بہائی کی غم مین فرماتی تہین کہ پروردگار میری صبح کو ہم بیکسون پر کیا
گذر جائیگی ننھے ننھے بچے آغوش مادر مین سہمے جاتے تہے اور تشنگی سے چلاتے تہے الغرض جب وقت
سپیدہ سحر افلاک پر نمودار ہوا امام تشنہ کام کی لشکر مین غلغلہ اللہ اکبر کا بلند ہوا فوج اشقیا
مین طبل جنگ بجا اور تیمم سے نماز پڑہنے کی طیاری اور کلمہ شہادت زبان پر جاری لیکن وہ اعدا
آمادہ جفاکاری اور تلواروں پہ آبداری اور شوق شہادت دامنگیر حال اور ہر باغ
زہرا کو تاراج کرنیکا خیال اور تمنای وصال باری اور ہر تن سے جدا کرنیکی طیاری ادہر
نمازیان باوضو کو تیغ شہادت کی آرزو اور ادہر بے زادیکی قتل کی گفتگو اور پہنا ازین

خالق اکبر سے راز و نیاز اور دہر طبل جنگ قرنا کی آواز۔ الغرض جس وقت امام تشنہ کام
نماز صبح سے فارغ ہوئے عمامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر رکھا پٹکا
حسن مجتبیٰ کا کمر سے باندھا اور ذوالفقار حیدر کرار ہاتھ میں لیکر خیمہ اطہر میں پہلے سب سے
رخصت ہونیکو آئے اور کلمات رخصت کی اسطرح زبان پر لائے **مولف**

شاہ خیمہ میں جاکر پکارے — آج رخصت ہے میری جہاں سے
میرا اب تک سر پر تمہارے — آج رخصت ہے میری جہاں سے

چھوٹتا ہوں میں تمکو خدا پر — آج بین میرے ہونا نہ مضطر
تیغ دشمن ہے اور میرا سر — آج رخصت ہے میری جہاں سے

سنا یہ دل سب کے جدا ہوگئے — اوس وقت وہ بین کھینچ لائی
بولی زینب سے جاتا ہے بہائی — آج رخصت ہے میری جہاں سے

بعد میرے جو گذرے گی تمپر — شکر اوسپہ کرنا ہمارا
کوئی مونس ہے اپنا نہ یاور — آج رخصت ہے میری جہاں سے

بولی عابد بیمار تو ہے — اور ان سب کا غمخوار تو ہے
بعد میرے خبردار تو ہے — آج رخصت ہے میری جہاں سے

خیمہ اطہر میں شور قیامت برپا ہوا آپنے سب کو رونے کی ممانعت فرمائی حضرت ام کلثوم
اور زینب جو بہائی کی عاشق زار تہیں کہنے لگیں کہ ای بہائی اس کشتی آل محمد کی تو
ناخدا تم ہو تم کہاں جاتے ہوا اور ہمکو دریای غم میں ڈوبائے ہو بعد آپکے ہمارا کیا حال ہوگا
اور اس طوفان بلا سے کیونکر نجات پائیں گے اور ہم بیکس کہاں جائیں گے آپنے سب کو کلمات
صبر و تسکین کے تلقین فرمائی اور خیمہ اطہر سے رخصت ہوکر باہر آئے گھوڑا سواری کا واسطے
منگایا جس وقت گھوڑا سواری کا آیا اسپ کیطرف دیکھکر آنسو بھر لائے اور میدان کارزار
میں تن تنہا آئے پہلے لشکر اعدا سے مخاطب ہوکر بیان کیا کہ ای لوگو ذرا اپنے دلمیں
غور کرو کہ جناب احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جنکا تم لوگ کلمہ پڑھتے ہو اونکا

مین کون ہون حضرت شیر خدا علی مرتضی جنکی ولایت کی تم سب لوگ قایل ہو وہ جیہ
کون ہین کیا مین نواسا رسول خدا اور جگر پارہ فاطمہ زہرا کا نہین ہون کیا مین
فرزند علی مرتضی اور برادر حسن مجتبی نہین ہون ای اہل عراق کیا مینے تم مین سے
کسیکا خون کیا ہی جو میری خون کی ناحق پیاسی ہو گیا ہمارا کچہہ مال و اسباب چہین لیا ہے
جو ایذا رسانی پر تیار ہو ذرا غور تو کرو کہ تمکو میرا خون میدان کربلا مین بہانا روا ہے
یا نہین تم سب نے آپ ہی مجہکو دغا سی خطوط لکہکر بلوایا اور اب آپ ہی میری خون کے
پیاسی ہو گئی ہین اور فرات ایک دریا ہی کہ چرند اور پرند سب اوسکا پانی پیتی ہین اور
میری آل و اولاد کو تم سب لوگ ایک ایک قطرہ آب سے ترساتی ہو ای قوم تیہ کار بجا اکام
ہدایت ہی ذرا خدا اور رسول سے شرم اور میری خون ناحق سی درگذر و یہہ سب باتین سنکر
اون اشقیا نے کچہہ جواب نہ دیا تب آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ مینی حجت تمام کی اور جو حق ہدایت
اور نصیحت کا تہا وہ بجا لایا پس آپ لشکر مخالفین سی پہر کر آئی اور راضی برضائے الہی ہو کر
رفقا کو بلایا اور ناچار جنگ و جدل کا قصد مصمم فرمایا

روایت ہے

کہ سید معصوم اور امام مظلوم نے گرداگرد خیمہ اہلبیت اطہار کی خندق کہدوادی اور اوسمین
اس خیال سی آگ روشن کروادی تاکہ دشمن خیمہ مبارک تک نہ آوین اور عورات و اطفال کو
کچہہ ایذا نہ پہونچاوین پہر تو لڑائی کی طیاری ہوئی اور میدان کارزار گرم ہوا شہزادہ
کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نے سب سے پہلے آپ ہی ارادہ میدان کا کیا رفقانے
عرض کیا کہ ای فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک ہم لوگ زندہ ہین آپکو

اپنے سامنے ہرگز فوج اشقیا کی مقابلہ کیواسطے بجانے دینگے جب ہم سب لوگ شہید ہوجائینگے
اوسوقت آپکو اختیار ہی **راوی لکھتا ہی** کہ ہرچند دلاوران لشکر امام تشنہ کام
تین دن کی بہوکی پیاسی تہی مگر ہمت اور جرات اور جرد ہالکی ور دلاوری مین ایک ایک
شہرۂ آفاق تہا اور شربت شہادت کا مشتاق چنانچہ جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو
ادہر لشکر امام سی ایک دلاور رجز خوان باہر آتا تہا ادہر کے سوسو پچاس پچاس شقی ملکر
اوسکو شہید کرتی تہی اور امام علیہ السلام خود لشکر اعدا مین تن تنہا جاتی اور اپنی رفقا کی
نعش خود اوٹہا کر لاتی تہی اور سیر شک غم دیدہ پرنم سی بہاتی تہی جبکہ ایک دوسری کے بعد
برابر شہید ہوجانی لگی اور آپکے گہر والے اور اعزا تک شہادت پانی لگی یہان تک کہ بچاس
آدمیون سی زیادہ شہید ہوگئی پہر تو چلا اوٹہی سید معصوم اور امام مظلوم کہ کیا کوئی فریاد رس
نہین ہی جو اللہ کیواسطے آج ہماری فریاد کو پہونچی افسوس کیا کوئی بچانیوالا نہین ہی
جو آج حرم رسول اللہ کو بچا دی افسوس رسول مقبول کو قیامت کی دن یہہ لوگ کیا
جواب دینگی کہ میدان کربلا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑہتی جاتی تہی اور اپنی
تیئن مسلمان ٹہراتی تہی اور پہر قتل امام علیہ السلام پر آمادہ تہی کسقدر عذاب الہی سی
بے خوف وخطر اور کیسی روز بازپرس سے نڈر تھے **نظم**

ترسم کہ چیست پرسش این ماجرا شود	داؔمان رحمت از کف مردم رہا شود
ترسم کہ در شفاعت امت بروز حشر	خاموش ازین گناہ لب انبیا شود
آواز فرحی کہ نہ در لب تشنگان حسین	بنگر گم شکو با سر از تن جدا شود

فریاد ازان زمان کہ یزید او کوفیان	هنگام داد خواهی خیر النسا شود
باشد کرا زدامن محشر امید عفو	چون داد خواه شافع روز جزا شود
کی باشد اینکه گرم شود گیرودار حشر	تا داد اهلبیت دہد کرد گار حشر

اور یہہ فریاد آپ کی کچہہ ہراس اور عدم استقلال کی سبب نہ تہی بلکہ محض اسواسطے ہتی کہ دیکہوں سعادتمند کون اس گروہ ناعاقبت اندیش سی باہر آتا ہی اور کون بارگاہ لم یزلی سی آج ہدایت پاتا ہی سو یہہ دولت باسعادت روز ازل سی حر کی لئی امانت رکہی ہتی یعنی آپ کی بیکسی اور تنہائی دیکہکر اور آواز فریاد سنکر بیتاب ہوگیا اور عنایت سرمدی نی اوسکو چاہ ضلالت سی نکالکر امام علیہ السلام کا جان نثار بنایا اور داخل شہدا کر دیا سبحان اللہ بکرمہ

حر کی شہادت کا بیان

جب کہ حر بن ریاحی مع اپنی بیٹی اور غلام اور بہائی کے امام علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہوا ہاتہہ جوڑ کر عرض کرنے لگا کہ ای فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آپ کی گرفتاری کی واسطے یزید کیطرف سے مین ہی روانہ ہوا تہا اور آپکو بجمعیت الہی میدان کربلا مین لایا تہا اور آج اس گروہ بیدین سی سب کے پہلے آواز سنکر جان نثاری کیواسطے خاص مین ہی حاضر ہوا ہوں اس صورت مین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین اور سخت نادم ہوں کہ کل قیامت کے دن جناب رسول خدا کو کیونکہ صورت دکہاؤنگا اور جناب سیدة النسا فاطمہ زہرا کی حضور مین کس منہہ سی جاؤنگا اور

جناب شیر خدا علی مرتضیٰ سے کیا معذرت کرونگا آپ نے حر کو اپنے گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ اے حر توبہ تیری خداوند تعالیٰ نے قبول فرمائی کل قیامت کے دن میرا جد
پیغمبر خدا تجھسے راضی اور میری ماں فاطمہ زہرا تجھسے خوشنود اور میرا باپ علی مرتضیٰ تجھسے
رضامند ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ تو دلشاد رکھہ کہ میری دوستی کے سبب دنیا مین برائی
سے اور عقبیٰ مین آتش دوزخ سے آزاد ہے تب حضرت ریاحی خوش ہوا اور گوہر جان
آپکے قدم پر نثار کرنے لگا یعنی امام علیہ السلام سے میدان کی اجازت طلب کی اور کہا کہ
اے فرزند رسول اگر میری توبہ قبول ہوگئی ہے تو اب اجازت میدان کی دیجیے
تاکہ یہہ جان جو ہدیہ حقیر ہے آپکے قدمون پر نثار کرون ادا ان اعدا سے پیچ لڑکر
اپنے دل کا حوصلہ نکالون آپنے حر کے اصرار سے ناچار اجازت میدان کی دی جسوقت
وہ ستم خصال دولت سعادت سے مالامال ہوکر میدان کارزار مین آیا اور شمشیر
آبدار کو عرصہ گاہ قتال مین چمکایا لشکر عمر سعد مین اوسکی مردانگی کی دھوم تھی اور
اوسکی دلاوری سبکو معلوم تھی وہ اشقیا اوسکے مقابلہ سے ڈرتے تھے اور باہم متفق ہوکر
اوسکے شہید کرنیکی صلاح کرتے تھے آخر کو یہہ نوبت پہونچی کہ جو کوئی حر کے مقابلہ مین آتا تھا
وہ اوسکو ایک ہی وار مین جہنم پہونچاتا تھا یہانتک کہ کشتون کی پشتے لگادی اور اوسکو
تیغ آبدار کی جوہر دکھادی بعد اوسکے حر پھر کر امام علیہ السلام کی پاس آئے اور پیاس کا
ذکر زبان پر لایا آپنے فرمایا کہ اے حر قریب ہے کہ تو جام ساقی کوثر سے سیراب ہو جاوے
اوسطرح تشنہ لب شہادت پاوے حر یہہ مژدہ سنکر پھر میدان کارزار مین آیا اور

اکثر اشقیا کو جہنم پہونچایا اور لشکر مخالفین کو درہم برہم کرکے عمر سعد شقی کے علمدار
تک پہونچا چاہا کہ علمدار کا نشان دنیا سے مٹا دے اور ایک ہی وار مین اوسکو گہوڑے سے
گرا دے مگر فوج اشقیا نے باہم متفق ہو کر اوس پر حملہ کیا اور چارون طرف سے تیر اور
تلوارون کا مینہ برسا دیا اور قسور ابن کنانہ نے آکر حر کے سینہ پر نیزہ مارا کہ حر کے زخم کاری
لگا مگر اوس حالت مین بہی لڑنے سے قصور نکیا فوراً قسور ابن کنانہ کے سر پر تلوار ماری
کہ وہ فرد و سقر ہوا قسور داخل جہنم ہوا حر نے اوسوقت جناب سید معصوم اور امام مظلوم
کو آواز دی آپ خود تن تنہا گہوڑا دوڑا کر حر کے پاس تشریف لائے دیکہا کہ اعدا نے حر کو زخمون سے
چور چور کر رکہا ہے مین آپ وہان سے اوٹہا کر اپنے لشکر مین لائے اور حر کا سر اپنے زانوے
مبارک پر رکہا اور اپنے دامن اقدس سے اوس کے چہرہ کا گرد و غبار صاف کرتے تہے کہ
اتنے مین حر آپکا جمال باکمال دیکہتا ہوا عازم ملک بقا ہوا امام برحق اور آپکے گہر والے
حر کی وفاداری اور جان نثاری کو یاد کر کے بہت روئے بعد اوسکے حر کا بہائی اور
بیٹا اور غلام باری باری سے امام تشنہ کام سے اجازت طلب کر کے میدان کو سدہارے
اور اسیطرح دلاوری اور مردانگی دکہا کر اعدا کے ہاتہ سے مارے گئے جناب سید الشہدا
اور حضرت زینب اور کلثوم کو حر کی شہادت سے کمال ملال ہوا او بہائی کی تنہا
رہ جانیکا بہت خیال ہوا اشعار در شہادت حر از مولف

حر یہہ کہتا تہا کہ کچہہ ڈر نہین باغ ارم کرین آرام سے ہم — دور البتہ ہو اگر دشت بلا نام سے ہی اسکا دلبر ہی الم
اب خنجر سے لب تشنہ کہین جلد ہو تر حال ہے بہر ابتر — میری آنکہون فقط پانی کی ہے نام سے ہی مدد ابر کرم

ایکدم بھی کو دنیا میں نہیں چاہتا ہوں جینی کی خوشی	کیا کرون تنگ بہت آیا ہے اس دام ستی یہاں تھی میں قدم
جو ہے جیتے دکہا نگا وصف جنگ میں جا میرا ستہ ہی بڑا	میں تو تلوار سی شہید ہوں اور جام سی جام جھسی لڑنا ہی ستم
بعد ہم سب کے نہیں کوئی ہمدرد حسین ابن علی کوئی یار حسین	سخت مشکل میں پڑے کثرت اعدا ہم سے جا کسطرح بیٹھے ہم
حرملی اعدا سی کہا در نہ ہو جھسی قرا میں ہیچ زن مرد وغا	صف میدان میں نہیں ہوتا ضرغام سی عجم تم ہو پروانہ کم
مرتا ہوں حر نے کہا نیک ہے انجام میرا بنگیا کام میرا	مجھکو امید تو تھی اس ال نا کام سی کم پر خدا کا تھا کرم

روایت ہے کہ جب حر سے وفادار نے بھی شہادت پائی تو لشکر امام برحق میں
کوئی سوای ونیس آدمیون کی لڑائی کیواسطے باقی نرہا کہ وہ سب بھائی اور فرزند اور بھتیجے اور
بھانجے تھے اوسوقت امام مظلوم اور سید مغموم نے تن تنہا خود میدان کارزار کا ارادہ فرمایا سب
سب آکر قدمون پر گرے اور عرض کرنے لگے کہ اے فرزند رسول آج آپکے سامنے ہم بھی شربت
شہادت نوش فرماکر جنت کو جائینگے اور زور ہاشمی ان اعدائے نابکار کو دکہائینگے آج ہماری سر
حضور کی قدمون پر نثار ہونگے آج یہہ میدان ہماری خون سی لالہ زار ہوویگا امام علیہ السلام
ایکطرف دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ تم سبکا میری سامنے شہید ہونا اور میرا اس
بیکسی و تنہائی مین ایک ایک کیواسطے رونا عجب طرح کا صدمہ عظیم ہی بیت

تم میری سامنے اس شتاب مین ہو جاؤ شہید	میں ہوں روئیکو اکیلا جگر و دل باقی

آپنے فرمایات طیبات سی ایک ایک کو سمجھایا مگر سب آپ پر شیفتہ اور جان نثار تھے
کسیکے خیال مین نہ آیا آخر امام علیہ السلام نے دلکو تہام کر سب کو میدان کی اجازت دی
ایک دل اور ہزار صدمون مین مبتلا ایک جان اور لاکہہ طرح کی بلا الغرض پہلے سب سے

حضرت عبداللہ فرزند مسلم رخصت کیواسطے آئی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ای عبداللہ تم یادگار مسلم بن عقیل ہو ہرگز میدان کو نجاؤ اور مجہکو اپنی فراق مین نہ رولاؤ اوہنون ای قدمون پہ سر رکہا اور عرض کیا کہ آج تو مجہکو میدان کی اجازت دیجیی تاکہ اپنی باپ مسلم اور دونون بہائی محمد اور ابراہیم سے جاکر بہشت مین ملون آپ نے چار و ناچار با صرار تمام رخصت کیا حضرت عبداللہ صف کارزار مین آئی اور شمشیر آبدار اسی کشتون کے پشتی لگائی جو سامنی آتا تہا زندہ پہر کر نجاتا تہا آخر کار سب نے یکبارگی حملہ کیا اور اوس صفدر میدان کو نرغہ مین گہیر لیا حضرت عبداللہ تین دن کے بہوکی پیاسی ضعف سے نڈہال تہی دو چار زخم تلوار کی کہاکر اور بہی بیحال ہوگئی گہوڑے سے فرش زمین پر گری اور شربت شہادت پیکر جنت الفردوس کو روانہ ہوئی امام علیہ السلام اون کی نعش مبارک خیمہ مین اوٹہا لائی اور بہت روئے بعد اوسکے جعفر بن عقیل اور اون کے بہائی عبدالرحمن ابن عقیل میدان کارزار مین آئے اور داد شجاعت دیکر راہی جنت ہوئی اسیطرح نوبت بنوبت اور مرتبہ بمرتبہ امام علیہ السلام کے سامنی بہائی اور بہتیجے برابر شہید ہوجاتے تہے اور آپ اون کے فراق مین آنسو آنکہون سی بہاتی تہی اور خیمہ اہلبیت اطہار مین عجب طرح کا شور قیامت برپا تہا بعد اوس کی حضرت زینب نے اپنی بیٹون کو اپنی پاس بلایا اور فرمایا کہ بہائی مجہکو تم سی زیادہ عزیز ہی آج مین تمکو بخوشی خاطر رخصت کرتی ہون اور میدان کارزار کی اجازت دیتی ہون شوق سی جاؤ اور گوہر جان اپنی بہائی کی قدمون پر نثار کرو کہ وہ آج تن تنہا ہزار بلاؤن مین مبتلا ہی تم دونون صاحبزادی ماموں کے پاس جاؤ

اور اجازت میدان کی چاہو یہہ دو نون صاحبزادی پہلی ہی سے آمادہ تہی مان کے فرمانے
سی اور بہی زیادہ شوق شہادت دل مین پیدا ہوا امام تشنہ کام کی پاس آکر اجازت طلب
کرنی لگی امام علیہ السلام نے اونکے شباب و زہن کے ضطراب سے خیال کرکی فرمایا کہ تم خیمہ مبارک مین
جاؤ اور یہہ بات زنہار زبان پر نہ لاؤ آخرکار دونون نی اصرار کیا اور بدقت تمام امام
علیہ السلام سی رخصت لیکر پہلی محمد بن عبد اللہ میدان مین آئے صف اعدا کو ایک ہی حملہ
مین ع درہم و برہم کر دیا جسطرف کو تیغ آبدار چمکاتی تہی دس پانچ کی برابر سر اوڑاتی تہی ہر بار
پیاس سی بیتاب ہوکر حضرت امام تشنہ کام کی پاس آتی اور العطش العطش فرماتی تہی آپ
ارشاد کرتی تہی کہ حضرت رسول خدا اور علی مرتضی اتکو بہشت مین پانی پلائین گی آخرکار یکبارگی
اشقیانی حملہ کیا اور نیزہ اور تیر اور تلوار مینہہ برسا دیا محمد بن عبد اللہ غش کہا کر گہوڑی سے
گری اور جنت کو سدہاری بعد اوس کے اون کی بہائی عون بن عبد اللہ بہائی کی انتقام
کیواسطے مانند شیر ژیان اعدائی روباہ خصال پر آئی اور بکمال شجاعت اور مردانگی کہا
تشنہ زبان تا دیر اشقیا سی لڑتی رہی اور بہت زخم کہائی حتی کہ یاقوت احمر کیطرح خون مین
نہائی اور برابر نیزہ اور تیر کی زخم کاری اوٹہائی اور اوسیوقت باغ جنت کو سدہاری
حضرت زینب اون کی فراق مین روتی تہین اور فرماتی تہین شعر ~~~~~ لمولفہ

بہائی پہ ہوگئے فدا دونون	حق میسر کر گئے ادا دونون
خون مین دونون نہائے لعل سے سرخ	ہائے مجہسے ہوئے جدا دونون
حسن ع دونون کا مہر و مہ سے سوا	آہ ڈوبے شفق مین جا دونون

پاس تیرے جو ہو پہنچے خوب ہوا	سب ہے امانت تیری خدا دونون
لخت دل اشک چشم ہین مجھکو	گوہر و لعل سے سوا دونون

حضرت قاسم کی شہادت کا بیان

روایت ہے کہ بعد شہادت عون اور محمد کی حضرت قاسم ابن الحسن رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام کی پاس آئے اور عرض کیا ای عم بزرگوار اب مجھکو بھی میدان کی اجازت ہو کہ عزیزون کی داغ اوٹھانی کی دلکو طاقت نہین اور اون سب کی مفارقت کی سبب جان کو راحت نہین آپنے حضرت قاسم سی فرمایا کہ بھائی حسن کی نشانی ایک تم باقی ہو جسوقت کہ بھائی کی یاد آتی ہی تمکو دیکھکر تسکین ہو جاتی ہے سو تم بھی رخصت مانگتی ہو ہین بھی جیتی جی تمکو کسطرح رخصت کرون اور کیونکر اجازت مرنی کی دون حضرت قاسم نی بہت اصرار کیا آپنے سرشک غم دیدہ پرنم سی گرائی اور مجبور ہوکر اون کو بھی میدان کی اجازت دی حضرت قاسم جسوقت رجز خوان میدان کارزار مین اسے ور عمر سعد شقی سے باواز بلند کہا کہ ای جفا کار تو نے اہلبیت اطہار پر پانی بند کیا حتی کہ عورات اور اطفال خورد سال شدت تشنگی سی مثل ماہی کی آب بیتاب ہین اور تمام اعزا اور اقارب امام علیہ السلام کو شہید کر ڈالا یہان تک کہ اوس جماعت مین سی صرف ہم چند پریشان حال باقی رہی ہین سو ہم بھی اب کوئی دم کی مہمان ہین اب بھی کچھ اپنی ایذا رسانی پر نظر کر اور جناب رسول مقبول کی عتاب سی ڈر کہ دنیا مین کوئی ہمیشہ نہین رہا ہی آخر بعد موت کی خدا و رسول سی کام پڑیگا اوس شقی نی یہہ سنکر جواب دیا

کہ جب تک یزید کی متابعت نکیجیے گا ہمارے پنجہ ستم سی رہائی نہ پائیگا آپنے اوسکی قساوت قلبی پر نفرین کی و شمشیر آبدار کو میان سی نکالکر فرمایا کہ اب کس پیادہ کے سر پر اجل سوار ہی جو میری سامنی آوی لشکر عمر سعد آپکی بہادری سی لرزان اور آپکی دلاوری سی ہراسان تہا کسی کو مجال مقابلہ نہ تہی آخر ازرق نامی سپہ سالار حضرت قاسم کی مقابلہ کو آیا آپنے بکمال بہادری اوسکو اور اوس کی چاروں بیٹوں کو جہنم پہونچایا بعد اوس کے جو سامنی آتا گیا آپکی تیغ بیدریغ سی جہنم کو جاتا گیا یہانتک کہ تیس پیادے اور پچاس سوار حضرت قاسم کی شمشیر آبدار سی مارے گئی پہر تو فوج اشقیا میں تلاطم عظیم برپا ہوا اور عمر سعد لشکر پر چلاتا ہو کہ ای لوگو یہہ ایک سوار نامدار ہی اور تم ہزاروں مردان آزمودہ کار اسکا مارنا تمکو کیا دشوار ہی یہہ سنکر سب نے تیر برسائی شروع کیے گہوڑا حضرت قاسم کا چور چور ہوکر زمین پر گرا اوسی حالت میں ایک نیزہ شیث ابن سعد لعین نے حضرت قاسم کی سینہ پر ایسا مارا کہ پشت سی پار ہوگیا الغرض پہر تو علی التواتر قریب ستائیس زخم کی حضرت قاسم کی بدن پر آگئی حضرت قاسم لی بیتاب ہوکر اپنی عم بزرگوار کو آواز دی کہ یا عماہ ادرکنی حضرت امام علیہ السلام یہہ آواز دردناک سنکر حضرت قاسم کے پاس آئی اور سر اونکی تیر جفا سی اٹہاکر لالی سر اون کا اپنی زانو پر رکہا اور اونکی چہرہ کا گرد وغبار اپنی دامن سی پوچہتی تہی کہ ناگاہ حضرت قاسم آپکا جمال باکمال دیکہتے ہوئی بہشت کیطرف روانہ ہوئی حضرت امام علیہ السلام خیمہ سے اوٹہے اور سب کو رونی سی منع فرمایا مگر شدت غم سے آنکہوں میں آنسو بہر لائے حضرت قاسم کے غم میں رونے

تہے اور بار بار فرماتے تہے نظم المولفہ

ہای جنت کو تم ہی سدہارے میری بہائی کی فرزند قاسم — واغ فرقت ہے دلپر ہمارے میری بہائی کی فرزند قاسم

کاش تم ساتہہ میرے آتی ہوکی رخصت میدان کہ جاتے — بہوکہے پیاسی گردن کٹائی میرے بہائی کی فرزند قاسم

تم تو جنت کو تنہا سدہارے تم سی قوت تہی مرکہ ہمارے — رونا آتا ہی غم مین تمہارے میری بہائی کی فرزند قاسم

کوئی تم سا نہ دیکہا دلاور تم تہی اس دشت مین میرے یاور — بحر الفت کے تم ہی شناور میری بہائی کی فرزند قاسم

یا کس کسکی دل سی بہلاؤن ہاں کس کسکی آنسو اب ہتاؤن — کسکو اپنی کہانی سناؤن میری بہائی کی فرزند قاسم

راوی لکہتا ہی کہ بعد حضرت قاسم کی فرزندان علی یعنی برادران حسین علیہ السلام باری باری سی اجل کی مانند دشمنون کی سر پر جاتی تہی اور دس دس پانچ پانچ کو مار کر خود شربت شہادت نوش فرماتی تہی چنانچہ حضرت جعفر اور عبد اللہ اور محمد الاکبر اور عثمان اور عون ایک دوسرے کے بعد شہید ہوتے گئے یہان تک کہ حضرت امام علیہ السلام کے بہائیون سے سوا حضرت عباس کے اور کوئی باقی نہ رہا چنانچہ اون کی شہادت کا ماجرا اسطرح بیان ہوتا ہے

حضرت عباس کی شہادت کا بیان

روایت ہی کہ جب سب بہائیون نی حضرت امام علیہ السلام کی روبرو شہادت پائی اوسوقت حضرت عباس نامدار لشکر حسین کے علم بردار امام تشنہ کام کے روبرو آئے اور بہائی سے رخصت طلب کرنے لگے حضرت امام علیہ السلام نی فرمایا کہ ای عباس تم لشکر کے علم بردار اور میرے قوت بازو اور مددگار ہو تمکو کسطرح میدان کی اجازت دون آج کسو تمکو تمہاری جدائی پہ صبر کرون اونہون نے عرض کیا کہ اے بہائی آج تو مجہکو بہی

رخصت فرمایے کہ بہائیون کا انتقام فوج کوفہ وشام سی لون اور اس گروہ خون آشام
کو تیغ سیدریغ کردون اور حضرت سکینہ اور حضرت علی اصغر جو پیاس سے ماری بیتاب ہین
اون سکے واسطے پانی لاؤن اور اہلبیت اطہار کو جرعہ جرعہ پلاؤن الغرض امام علیہ السلام
سی رخصت لی اور مشک دوش پر رکھکر علم ہاتھہ مین لیا اور راہوار صبارفتار پر سوار ہوکر
اعدای دین کے سامنے آئی اور اتمام حجت کیواسطے فرمایا کہ ای گروہ شام وای فوج
خون آشام فرزند فاطمہ زہرا اور جگر بند مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حسین ابن علی
فرماتا ہی کہ تمنی ابتک تو میری عزیزون اور اقرباؤن کا خون سیدان کربلا مین بہایا
اب بہی کہین راہ راست پر آؤ اور ذرا آنکہہ کہولکر جیسے پہچانو کہ مین کون ہون آیا تمہارے
نبی کا نواسا نہین ہون جو مجہکو بہوکا پیاسا کرکے شہید کرنے پر آمادہ ہوگیا مین فاطمہ زہرا
اور علی مرتضی کا فرزند نہین ہون جو میرے قتل پر ایستادہ ہوا اے ظالمان بیحیا
اب بہی میرے قتل سی باز آؤ اور میرے خون سے ہاتہہ اوٹہاؤ کہ ہم باقی عیال و
اطفال اپنی لیکر کسیطرف چلا جاؤن اور پہر کبہی اسطرف کو نہ آؤن اب بہی ہمین
تہوڑا پانی دو کہ ننہے ننہے بچے میرے سیراب ہون اور اسقدر پیاس سے نہ بیتاب
ہون اون اشقیائی جواب دیا کہ اگر تمام روی زمین پانی سے ہہاسے تو بہی تاحکم
ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچائین گے اور چہوڑ دینا بغیر بیعت یزید کے عمل مین نہ لائین گے
حضرت عباس نامدار یہہ سنکر بخاطر مغموم امام مظلوم کی پاس آئے اور اعدا کی سرکشی کا
حال بیان کرکے خود تن تنہا فرات کیطرف تشریف لائی گرد فرات کے چار ہزار پیادے

اور سوار کھڑی تھی آپ نے اون سے فرمایا کہ ای گروہ ناہنجار یہہ کیا انصاف ہی کہ جگر گوشگان مصطفے اور فرزندان فاطمہ زہرا تشنگی سے بیتاب ہون اور جنگل کے چرند پرند پانی سی سیراب ہون یہہ سنکر اشقیا حضرت عباس کے اوپر حملے چلانے لگے اور نیزہ اور تیر اور تلوار کا مینہ برسانے لگے حضرت عباس زخم پر زخم کھاتے ہوئے اور اکثرونکو اوس قوم میں سے جہنم کو پہونچاتی ہوئی نہر فرات پر آئی چاہا کہ ایک قطرہ پانی کا پیکر از سر نو طاقت حاصل کرین مگر امام تشنہ کام اور ننھے ننھے بچون کی پیاس جو یاد آئی تو پانی ہاتھہ سی پہینک دیا اور ایک قطرہ نہ پیا آخر اہلبیت اطہار کیواسطے مشک کو پانی سے بہر لیا اور رہوہ تیز رفتار کو گرم کیا تہا کہ سپاہ شام نے آپ کو حلقہ مین کر لیا اور نوفل بن ارزق نے ایسی تلوار ماری کہ حضرت عباس کا سیدہا ہاتھہ دوش مبارک سی کٹ کر جدا ہو گیا اوس دلاور زبر دست نے پانی کی مشک دوسری کندہے پر رکھہ لی اسی مین کسی شقی نے ایسا تلوار کا ہاتھہ مارا کہ دوسرا ہاتھہ بہی کٹ گیا پھر تو حضرت عباس نے مشک پانی کی بہری ہوئی دانتون مین پکڑ کے لٹکالی اور اعدا پر حملہ کرتے ہوئے خیمہ کیطرف آتی تہے کہ ناگاہ کسی شقی نے ایسا جور کر تیر مارا کہ مشک سے پارہ ہو گیا اور پانی تمام بہہ گیا اوسوقت حضرت عباس آنکہون مین پانی بہر لائے اور فرمانے لگے کہ آہ محنت میری رایگان ہوئی اور اہلبیت اطہار تک ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا نہ پہونچا اوس کے اشقیا حضرت عباس پر برابر زخم پہونچانے لگے آپنے حضرت امام علیہ السلام کو آواز دی کہ اَخَاہُ اَدرِکْ اَخَاکَ امام علیہ السلام آواز دردناک سنکر

تشریف لائی دیکھا تو حضرت عباس کا بدن زخموں سے چور چور ہے پس حضرت عباس نے
بھائی کو دیکھا اور طرف دار البقا کی روانہ ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن حضرت
امام علیہ السلام اونکی نعش خیمہ میں اوٹھا کر لائی اور فرمایا اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ یعنی
اب حسین کی پیٹھ ٹوٹ گئی اور ہائے افسوس کوئی مددگار بجز ذات پروردگار باقی نہ رہا خیمہ طاہرین میں
شور واویلا بلند ہوا اور سبکا دل حضرت عباس کے شہادت سے دردمند ہوا امام مظلوم روتے تھے اور فرماتے تھے شعر

بعد عباس کے اب کون ہے غمخوار اپنا — نہ تو مونس ہے کوئی اور نہ مددگار اپنا
لالہ سان خون میں نہاتی ہیں اعزا میرے — کب تلک داغ اوٹھائی دل بیمار اپنا
سدھی جنت گئی سب چھوڑ کے تنہا مجھکو — لٹ گیا آن کی اس دشت میں گلزار اپنا
ایک میں اور ہزاروں ہیں ستمگار کھڑے — جز خدا کون ہے اسوقت مددگار اپنا
تشنہ لب راہ خدا میں ہی میرا سر حاضر — کام پورا کریں اب جلد ستمگار اپنا

حضرت علی اکبر فرزند حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

اب امام علیہ السلام کی تنہائی اور بیکسی سا بچشم خیال دیکھنا چاہئے کہ نہ تو کوئی بھائی
باقی رہا جو سید معصوم اور امام مظلوم کیطرف سی میدان کو جاوی نہ کوئی بھتیجا اور بھانجا
روبرو جو آپ سی رخصت طلب کرنے کو آوی سوای تین صاحبزادوں کے ایک تو حضرت
سید الساجدین امام زین العابدین جو بستر بیماری پر پڑی ہوی تھی دوسرے حضرت
علی اکبر ہمصورت پیغمبر تیسری حضرت علی اصغر طفل شیرخوار جو سب سے صغیر تر تھی صرف یہی
تینوں صاحبزادی باقی رہگئی تھے پہر تو امام علیہ السلام نے ناچار خود بنفس نفیس

میدان کا ارادہ فرمایا اور ذوالجناح سواری کیواسطے منگایا سلاح بدن مبارک پر آراستہ فرمائی اور آپ رخصت کیواسطے خیمہ مبارک مین آئے اور اسطرح فرمانے لگے اشعار

اینک آمد نوبت من الوداع	الوداع اے عترت من الوداع
زود زود اے شما خواہد شدن	سوزناک از فرقت من الوداع

الغرض امام تشنہ کام نے ارادہ میدان کا فرمایا حضرت علی اکبر باپ کے قدمون پر گری اور عرض کرنے لگے کہ باباجان خدا مجھکو وہ دن نہ دکھای کہ آپ میری سامنے شربت شہادت نوش فرمائین اور مجھکو یتیم و تنہا چھوڑکے خود روضہ کو تشریف لیجائین پس مجھکو بھی آج میدان کی اجازت دیجئے اور اپنے اوپر سے قربان کیجئے حضرت سید معصوم اور امام مظلوم نی فرمایا کہ ای علی اکبر مین کس دل سی تمکو مرنے کی اجازت دون اور کن آنکھونسے تمکو زخمون سے چور چور دیکھون اسواسطے

سر میری قدمون پہ تم آج فدا کرتے ہو	داغ دیتی ہو مجھے اور یہ کیا کرتے ہو

حضرت علی اکبر نے جب دیکھا کہ فرط محبت سی رخصت نہین فرماتے ناچار قسمین دلانے لگے حضرت امام علیہ السلام نی فرمایا کہ ای علی اکبر اپنی مان شہربانو کے پاس جاؤ اور انسے رخصت طلب کرو کہ اونہون نے کمال محبت سے اٹھارہ برس تک تمکو پالا ہے اور پرورش کیا ہی آج میدان کی اجازت بھی وہی دینگی حضرت علی اکبر حضرت شہربانو کی حضور مین حاضر ہوی اور میدان کی اجازت چاہی حضرت شہربانو نے فرمایا کہ ای علی اکبر بعد حضرت امام علیہ السلام کی اپنی زندگی کا سہارا تمہارا دم ہی تو آج تم بھی رخصت طلب کرتی ہو اور مان کے

سامنے مرتی ہو اگرچہ مین آج کیدن صبر و استقلال مین حضرت ہاجرہ مادر ذبیح اللہ سے کم نہین ہون مگر بیٹا تمہاری جانی سے دل ٹکڑی ٹکری ہوا جاتا ہے اور غم سی کلیجہ مونہہ کو آتا ہے مگر باپ کے اوپر جو سر فدا کرنیکا ارادہ ہی بسم اللہ جاؤ اور عون او جعفر کیطرح تم بہی باپ کے کام آؤ الغرض حضرت علی اکبر شہر بانو اور حضرت ام کلثوم اور زینب مغموم کو روتا چہوڑ کر باپ کے حضور مین آئے اور اسطرح زبان پر لائے ہو لف

ماں نے رخصت دی مجہی آپ ہی رخصت دیجیے		صبر فرمائیے اور رن اجازت دیجیے

حضرت سید معصوم اور امام مغموم یہ سنکر آنکہونمین آنسو بہر لائی اور ہتیار اپنے دست مبارک سے حضرت علی اکبر کی بدن پہ آراستہ فرمائی اور عمامہ رسول خدا کا سر پہ رکہا زرہ حضرت امیر حمزہ کی پہنائی پٹکا حضرت علی مرتضی کا کمر سی باندہا اور خود فولادی سر پر رکہا اور اسطرح فرمایا کہ جاؤ میدان کو اگرچہ فدا ہوتے ہو آخری وقت مین افسوس جدا ہوتے ہو راوی لکہتا ہے کہ حضرت علی اکبر اٹہارہ برس کی عمر رکہتے تہے اور شکل و شمائل مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تہی یہانتک کہ جب اہل مدینہ کو رسول مقبول کی زیارت کا شوق ہوتا تہا تو آتی تہی اور حضرت علی اکبر کا جمال جہان آرا دیکہہ جاتی تہی الغرض جسوقت حضرت علی اکبر بصورت پیغمبر باپ سے رخصت ہو کر میدان مین تشریف لاسئے تو عرصہ گاہ قتال اونکی آفتاب رخسار سی منور اور صحرائی کربلا اونکی گیسوئی مشکنا بسی معطر ہو گیا چار گیسو دو آگی اور دو پیچھی ڈالے ہوی اوسپر چہرۂ نورانی جیسی بالمین قمر یا ابر سیاہ مین

پہر انور لشکر عمر سعد نے متحیر ہو گئے پوچہا کہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہی عمر سعد شقی نی کہا کہ یہہ
فرزند دلبند ہمصورت پیغمبر لخت جگر امام علیہ السلام کا ہے پس حضرت علی اکبر اعدا سے لڑائی کو
پر آمادہ ہوئی اور ایک ہی حملہ مین صفوف اشقیا کو درہم و برہم کر دیا اور تا دیر لڑتی رہے
بعد اوسکے حضرت امام علیہ السلام کی پاس آئی اور عرض کیا یا اَبَاہُ اَلعَطَشُ اَلعَطَشُ
بابا جان ابتو پیاس کی شدت سی میری تنگ حالت ہے امام علیہ السلام نے اپنے
انگوٹہے اونکے موہنہ مین دیئے کہ فی الجملہ اونکو پیاس سے تسکین حاصل ہوئی اور پہر
میدان مین آئے پہلی ہی وار مین شیبت لور طلحہ بن طارق اور اکثر اشقیا کو جہنم پہنچایا پہر تو
دو ہزار سوار و پیادے آن کر حلقہ کیا اور آپکو گہیر لیا حضرت علی اکبر بیشمار آدمیون کو
مجروح اور مقتول فرماتے ہوئی باپکے حضور مین آگے اور عرض کرنے لگے کہ یا اَبَاہُ
اَلعَطَشُ اَلعَطَشُ اوسوقت حضرت امام تشنہ کام بہت روئی اور فرمایا کہ جان پدر
غم نہ کہا عنقریب تو جام ساقی کوثر سے سیراب ہوتا ہے علی اکبر یہہ مژدہ روح پرور
سنکر پہر میدان کیطرف تشریف لائی آخر لشکر اعدا مین آنکر بہت سے زخم بدن مبارک پر
پراوٹہائے اور چارو نطرن سی تیر اور شمشیر اور نیزہ اور تلوار کا مینہہ برستا تہا
اتنی مین ابن نمیر مردود نے اوس نبی کی تصویر پر ایسا نیزہ مارا کہ علی اکبر کی پشت مبارک
سے پار ہو گیا اور علی اکبر گہوڑے سی فرش زمین پر گرے اور باپ کو آواز دی کہ
یا اَبَاہُ اَدرِکنِی بابا جان علی اکبر کی خبر لیجے حضرت امام تشنہ کام اسپ دلدل
خصال کو دوڑا کر حضرت علی اکبر کے پاس آئی اور اونکو اوٹہا کر خیمہ مبارک مین لائے

فرزند کا سر اپنے زانو پر رکھکر آنکھوں سے متصل آنسو بہاتے تھی اور اپنے دامن سے اونکے چہرہ کا خون و خاک صاف فرماتے تھے کہ اتنے مین حضرت علی اکبر باپ کا جمال باکمال دیکھتے ہوئی جنت کو سدہاری اب حضرت امام علیہ السلام کی دل کا ملال اور حضرت شہربانو کی بیقراری کا حال کیا بیان کرون کہ جگر شق ہوا جاتا ہے **شعر**

امام تشنہ زبان کا بیان کرون کیا غم	پسر کی نعش پہ روتی تہی خیمہ مین ہر دم
ہر ایک سی کہتی تہی غم مین بدیدۂ پر نم	مسافری ز رسید از عدم کرد پرسم
	کہ بیر چرخ کجا برد نوجوان مرا
محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان

روایت ہے کہ جب سب رفقا اور اعزائی امام مظلوم اور سید معصوم کے سامنے شربت شہادت نوش فرمایا اور کوئی یار اور مددگار باقی نہ رہا سوا حضرت علی اصغر طفل شیر خوار اور حضرت زین العابدین بیمار کی اوسوقت حضرت کلثوم اور زینب مغموم نے بھائی کی تنہائی اور بیکسی پر گریہ و زاری شروع کی حضرت امام علیہ السلام خیمہ مبارک مین تشریف لائی اور سب کو گریہ و زاری سی مانع آئی اور فرمایا کہ مصیبت اور بلا پر صبر و شکر کرنا تمہاری واسطے بہتر ہے زنہار بعد میرے کیسی ہی بلا مین تم لوگ مبتلا ہو مگر میرے غم مین بال سر کے پریشان نکرنا اور طمانچے موںہہ پر نمارنا اور سینہ زنی سی گریبان چاک نہ کرنا کہ یہ بات خلاف ہمارے خاندان کے ہے

بلکہ فقط کثرت غم سی آنکھوں سے آنسو بہانا مظلوم اور زور دمند دون کا کام ہے سو تم
لوگوں سے زیادہ آج کون مظلوم اور بیکس ہے کہ پنجہ ظلم مین گرفتار ہوا اور بہوک پیاس
سے زار و نزار بال بچے عزیز یگانے آنکھوں کے سامنے شربت شہادت نوش
فرماتے ہین اور ایک دوسرے کے بعد مرتے جاتے ہین جسقدر آنکھوں سے اس مصیبت مین
آنسو بہاؤ روا ہے اور جتنا اس سانحہ قیامت خیز پر روؤ وہ سب بجا ہے بعد اسکے
حضرت سکینہ کو آپنے اپنے گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور حضرت زینب کی گود مین
دیکر فرمایا کہ اے زینب فرزندان یتیم اکثر نازک مزاج اور شکستہ دل اور خستہ خاطر
ہوتے ہین اور خصوصاً یہ میری سکینہ بہت مجھ سے مانوس ہے بعد میرے اسکی پاسداری
اور غمخواری تمہارے ذمے ہے حضرت زینب نے فرمایا کہ اے بھائی اگر جان تک طلب
کرینگے تو بھی حاضر کرونگی مگر حیران ہون کہ جسوقت تم کو یاد کریگی اسوقت تمکو کہان سے
لاؤنگی اور کیونکر تمہاری صورت اسکو دکہاؤنگی آپ نے فرمایا کہ تم کو اور اسکو خدا کے
سپرد کرتا ہون میرا خدا تمکو صبر عطا فرمائے اور آل احمد کی حرمت کو دشمنوں کے ہاتھ سے
بچائے یہہ فرما کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور میدان کارزار کا ارادہ فرمایا اتنے مین
آواز آہ و زاری اور بیقراری کی گوش مبارک مین آئی امام برحق پھر خیمہ مین تشریف
لائے اور فرمایا کہ کیا حال ہے حضرت شہربانو نے فرمایا کہ حضرت علی اصغر پیاس کی
شدت سے نیم جان ہین اور کوئی دم کے مہمان اگر اسوقت تہوڑا سا پانی اس طفل
شیرخوار پر ترس کہا کر اعدائے لعین دیدیوین تو علی اصغر کی جان بچ جاوے حضرت

امام [illegible] کا دل حضرت علی اصغر کی بیقراری دیکھکر دکھہ گیا اور اوس فرزند کو آغوش مین لیکر اعدا کی سامنے آئے اور فرمایا کہ ای قوم ستمگار و ای گروہ جفاکار تمہارے گمان مین اگر گنہگار اور خطاوار ہون تو مین ہون اس طفل شیرخوار نی تمہارا کیا لیا ہے جو ایک ایک قطرۂ آب سے ترساتے ہو اگر اسوقت تھوڑا سا پانی اس طفل شیرخوار کے لئے دو تو البتہ یہ معصوم بے زبان از سر نو زندگانی پاوے اور پانی سی سیراب ہو جاوے اودہر سے جواب ملا کہ بغیر حکم ابن زیاد بد نہاد کی آپکو اور آپکے اطفال خورد سال کو پانی ملنا محال ہی بلکہ قطرۂ آب کے بدلی قطرہ پیکان اور آب شمشیر یہان موجود ہے یہہ کہکر کسی سنگدل بدبخت نی ایسا تیر علی اصغر پر مارا کہ باپ کے بازو اور اوس بچے کے گلو سے پار ہو گیا باپ کی گود ہی مین مثل ماہی بی آب تڑپ کر جان دی اور تشنہ لب جنت کو سدہاری حضرت سید معصوم اور امام مظلوم اوس گلاب کی پتی کو جو صرصر فنا سی مرجہا گئی روتی ہوئی خیمہ مین تشریف لاۓ اور حضرت شہربانو کو بلایا اور اونکی گود مین علی اصغر کی نعش کو دیا اور فرمایا کہ لو علی اصغر جام ساقی کوثر سے سیراب ہو گئی اور ہمسے پہلے جنت کو سدہاری اب حضرت شہربانو کی مصیبت کا حال اور حضرت ام کلثوم کی دل کا ملال اور حضرت سکینہ کی بہائی کیواسطے بیقراری اور حضرت زین العابدین کی حالت بیماری مین گریہ و زاری کس زبان سی بیان ہو کہ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے العیاذ باللہ و الغیاث اے حضرت الٰہ ۔ حضرت بانوی مظلوم آنکھون سے آنسو بہاتی تہین اور فرماتی تہین منظوم للمولف

تو سوی خلد برین ای علی اصغر رفتی — صبر بردی ز دل و سوی جدّ رفتی
ای پسر روی ترا سیر ندیدم گاہی — زود تر صورت صبر دل ما در رفتی
تشنه لب بودی و اکنون عوض قطرهٔ آب — زخم خوردی و برنگ گل احمر رفتی
از کنار پدر خویش به پیش دریا — صورت ماهی بی آب تو مضطر رفتی
چون کسی نقش کف پای تو بیند ای گل — عمر من بودی و با عمر برابر رفتی

افسوس ہزار افسوس حضرت زینب جو بجای حضرت فاطمہ کی سب کی سرپرست اور بزرگ تہین اونکی تنہائی اور بہائی کی قتل ہونی کی خیال مین ناشکیبائی ایسی مصیبت جانکاہ ہی کہ خیمہ اطہر مین شور و فریاد سی ایک قیامت کا نمونہ بلکہ اوس سی بہی دونا تہا

چون شد بساط آل نبی از زمانه طے — آمد بہار گلشن دین را زمان دے
یثرب بباد رفت بہ تعمیر ملک شام — بطحی خراب شد بہ تمنای ملک رے
سرگشته بانوان حرم گرد شاه دین — چون دختران نعش به پیرامن جدی
نی مانده غیر او کسی از یاوران قوم — نی زنده غیر او کسی از همرهان حی
آمد بسوی مقتل و بر هر که میگذشت — می شست ز آب دیده غبار از عذار وی
بنهاد رو به روی برادر که یا اخا — در بر کشید تنگ پسر را که یا بنی
غمگین مباش کامدت اینک از قفا — دلشاد باش میرسمت این زمان پی

آمد بسوی معرکه آنگه زبان گشود
گفت این حدیث و خون ز آسمان گشود

نسیخ نشد مگر بجهان ملت نبی	یا در جهان نماند کس از امت نبی
ما را گشند و یاد کنند از نبی اگر	از امت نبی نبود عترت نبی
حق نبی چگونه فراموش شد چنین	بگذشته است اینقدر از رحلت نبی
اینک بخون آل نبی رنگ کرده اند	دستے کہ بود در گر و بیعت نبی
یا رب تو آگہی کہ رعایت کسے نکرد	در حق اہلبیت نبی حرمت نبے

پس گفت این حدیث وجوابش کسے نداد
لب تشنہ غرق خون شد و آبش کسے نداد

بیان شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

اب یہان سے ماجرای ہوش ربا اور واقعہ قیامت نما یعنی شہادت خامس آل عبا مقتدا ر القبلتین حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہ فی الکونین شروع ہوتا ہی جسکو ہر نگتار و نگشا آدمی کی بدن کا رونا ہی یعنی جبکہ حضرت علی اصغر طفل شیر خوار تک نے شربت شہادت حضور کے سامنے نوش فرمایا تو اب سوای حضرت زین العابدین بیمار کے فرزند و یمن کوی باقی نرہا اوسوقت ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچکر کہا کہ آہ آج تنہائی اور بیکسی ہماری مونس اور غمخوار ہے آج اس دشت کربلا مین نہ کوئی یار نہ مددگار ہی یہہ فرماکر تن تنہا سیدانکا ارادہ کیا حضرت سید الساجدین امام زین العابدین جو بستر بیماری پر پڑے ہوی یہہ سب صدمے اوٹھارہے تہے بدشواری تمام کھڑی ہوی اوسی بیماری کی حالت مین نیزہ ہاتھہ مین لیا اور

میدان کیطرف باپ پر قربان ہونیکو چلے حضرت امام علیہ السلام نے جو دیکہا کہ فرزند
بیمار میدان کو جاتا ہی اور ضعف و ناتوانی کے سبب پاؤن اوسکا لغزش کہاتا ہی اضطرا
ہوکر دوڑے اور فرمایا کہ فرزند دلبند تو حالت بیماری مین کہان جاتا ہے اور مجہکو
اور اپنا داغ کیون دکہاتا ہی دنیا مین میری نسل کا بقا تیری زندگی پر موقوف ہے
تو اس کشتی اہلبیت کا ناخدا ہی مجہکو ابہی بہت صدمے اوٹہانے ہین نظم

نماندہ ہیچ کسے دیگر از تبار حسین		ندای پردہ نشینان و کودکان بیمار
ستادہ لشکر بیحد در انتظار حسین		حسین گریہ کنان در وداع فرزندان

الغرض حضرت عابد بیمار کا ہاتہہ پکڑ کے خیمہ مبارک مین لائی اور نعمت معرفت حق
اور علم مطلق جو سینہ بسینہ چلی آتی تہی اونکو تفویض فرمائے اور بہت وصیتین کین
بعد اوسکے حضرت شہربانو سے جامدانی پوشاک کی طلب فرمائی اور ہتیار بدن مبارک
پر آراستہ کیے عمامہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا فرق پر نور پر رکہا پہر حضرت
امیر حمزہ سید الشہدا کی سپر پشت فرمائی ذوالفقار حیدر کرار حمائل کی نیزہ ہاتہہ مین لیا
ذوالجناح سواری کیواسطے طلب کیا اوسوقت خیمہ اطہر مین شور قیامت برپا ہوا
اور حضرت شہربانو ی مغموم اور زینب کلثوم رونے لگین اور رو رو کر جان کہونے لگین اور
کہتی تہین کہ ای شاہزادہ کونین آپ تو میدان کو جاکر اپنا سر راہ خدا مین کٹاتے ہو
ہمکو تن تنہا اس دشت کربلا مین کس پہ چہوڑ جاتے ہو آپنے فرمایا کہ آج تم سبکو خدا کے
سپرد کرتا ہون کہ بیکسون کا وہی چارہ ساز اور وکیل ہی وکفی باللہ وکیلا پہر فرمایا

اور مرکب کو رکہتا چہوڑکر میدان کارزار مین تشریف لائے اور صف اعدا کے روبرو کہڑے ہوکر اتمام حجت کیواسطے فرمانے لگے کہ ای لوگو خیال کرو کہ نانا میرا رسول خدا ختم الانبیا ہی باپ میرا علی مرتضی شہنشاہ ولایت شیر خدا ہی مان میری فاطمہ زہرہ جسکو رسول خدا نی بضعۃ منی فرمایا ہی بہائی میرا حسن مجتبے نامدار چچا میرا جعفر طیار پس تم لوگون کو میرا خون بہانا کس مذہب مین روا ہی اور حلق تشنہ پر خنجر چلانا کسو دین سی زیبا ہے آپ ہی تم لوگون نی خط لکہکر مجہکو بلایا ہی اور بیگناہ میری عزیز و اقارب کا میری سامنے خون بہایا ہی کاش اب بہی تمکو خداوند کریم ہدایت فرماوی اور راہ راست پر لاوی تاکہ میری خون ناحق سی ہاتہہ اوٹہاؤ اور اپنی تئین قہر خدا سی بچاؤ اگر خدا اور اوسکے رسول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہو تو مجہکو اجازت دو کہ اپنی عورات کو لیکر کسیطرف چلا جاؤن اور پہر اسطرف کو نہ آؤن اور اگر میرے قتل سی باز نہین آتی اور قہر الہی کو کچہہ خیال مین نہین لاتی تو خیر رضینا بقضاء اللہ تمہارا خنجر ہے اور میرا سر راوی لکہتا ہی کہ یہہ تقریر حضرت امام مظلوم اور سید معصوم کی سنکر بعض سنگدل موم ہوی اور قہر الہی کے نام سی ڈرنے لگی بلکہ آپکی چہوڑ دینی کی صلاح باہم کرنی لگی مگر عمر سعد بدبخت اور شمر ذوالجوشن وغیرہ جو سخت سنگدل تہی او نہون نی لشکر والون کو دہمکایا اور یزید پلید کی خوف سی ڈرایا اور متفق ہوکر کہا کہ ای امام تشنہ کام جب تک کہ یزید کی بیعت کا اقرار نہوگا ہم ایک قطرہ پانی کا آپ تک نہ پہنچائین گے اور نہ آپ کی قتل سی ہاتہہ اوٹہائین گی سیدنا امام علیہ السلام نی ان اشقیا کی شقاوت

اور سنگدلی پر تعجب کیا اور ناچار لڑائی پر آمادہ ہوئی القصہ عمر سعد شقی نی اپنی
لشکر والون سی کہا کہ اب امام تشنہ کام کو بات کرنے کی فرصت اور بہت جلد کام
تمام کرو پھر تو اعدا قتل پر آمادہ ہو گئی سب سے پہلی تمیم روسیاہ شام کا سردار امام علیہ السلام
کی مقابل آیا آپنی ایک ہی وار مین اوس مرد لئیم کو سوی نار جحیم پہنچایا اسیطرح اکثر
نامرد امام علیہ السلام کی سامنی آتی تہی اور آپکی تیغ آبدار سے دوزخ کو جاتے تہے
جبکہ امام تشنہ کام شدت تشنگی سی زیادہ تر بیتاب ہوئی نہر فرات کیطرف ارادہ فرمایا تہا
کہ اتنی مین ننہی ننہی بچونکی جو پیاس یاد آئی تو پانی ہاتھہ سی پہینکدیا اور ایک قطرہ نپیا بعد اوسکے
نہر فرات سی اوسیطرح تشنہ لب باہر کر خیمہ مین آئی حضرت زین العابدین اور سکینہ کو گلے سی
لگایا اور حضرت شہربانو اور ام کلثوم اور زینب مغموم کو رونی سی منع فرمایا نظم

چون تشنگی عنان ز کف شاہ دین گرفت	از پشت زین قرار بروی زمین گرفت
داغ شہادت علی ایام تازہ کرد	از نو جہان عزای سلامین گرفت
ہم پای پیل خاک حرم را بباد داد	ہم اہرمن ز دست سلیمان نگین گرفت
از خاک و خون ناحق یحیی گرفت جوش	عیسی ز دار راہ سپہر برین گرفت
گشتند انبیا ہمہ گریان و لوالبشر	بر چشم تر ز شرم نبی آستین گرفت

بعد اوسکے حضرت امام علیہ السلام صف اعدا کی سامنی آئی اور ذوالفقار حیدر کرار
کے جوہر دکھائی یہانتک کہ ایک گروہ کثیر اور جم غفیر آپکی تیغ بیدریغ سی واصل جہنم ہوا
پھر تو عمر سعد شقی نی کہا کہ ای لوگو اب کیا دیر ہی اب تو تن تنہا امام علیہ السلام رہگئے ہین

یہہ سنکر تمام اشقیانی امام علیہ السلام پر حملہ کیا اور نیزہ اور تیر او شمشیر کا مینہہ برسا دیا
راوی لکہتا ہی کہ ناگاہ کسی شقی کا تیر امام علیہ السلام کی پیشانی نورانی پر ایسا
لگا کہ تمام چہرہ خون سی تر ہو گیا آپ بار بار موہنہ پر ہاتہہ پہیرتے تہی اور فرماتے تہے
کہ کل قیامت کیدن اپنی جد پیغمبر کی حضور مین اسیطرح جاؤنگا اور علی مرتضی شیر خدا
کو اپنا یہہ حال دکہاؤنگا کہ بعد آپ کے آپکی امت نے میرا یہہ حال کیا **روایت ہے**
کہ جب آپ زخمونسے چور چور ہو گئی اوسوقت اعدا کے بیدین خیمہ مبارک کیطرف دوڑی
امام تشنہ کام پکاری اور خفا ہو کر للکاری کہ ای قوم نابکار حرم محترم رسول خدا کیطرف
کیون جاتی ہو اور میری عورات کو کسواسطے ایذا پہنچاتی ہو تمکو فقط میرا قتل کرنا منظور
ہی عورات بیقصور نی تمہارا کیا لیا ہی یہہ سنکر اشقیا ہی بیحیا اس جرأت سی باز آئے
اور پہر فاطمہ کے چاند پہ ہالہ کی مانند گرد اگرد ہو گئی اور نیزہ اور تیر اور تلوار کا مینہہ
برسانے لگے یہانتک کہ اوس تن نازنین پر جو لوگ گل سی نازک تہا اسی اور دو بیاسی
زخم کاری لگے اور بدن مبارک برنگ برگ گل خون سی تر بتر ہو گیا **روایت ہے**
کہ اوسوقت آپ نی بسبب غلبہ تشنگی کی اعدا سی ایک جام پانی کا طلب کیا کسی سنے
وقت اخیر سمجہکر لا دیا ہنوز ایکقطرہ آب لب خشک تک نہ پہنچا تہا کہ ایک شقی نے آپکے
چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتہہ سے گر گیا اور ایکقطرہ بہی لب
خشک تک نہ پہنچا آپ اوسوقت روبقبلہ ہو بیٹہے اور معشوق حقیقی کے ساتہہ
راز و نیاز ہونے لگا وہان تو اعدا کی یہہ شقاوت اور یہان فرزند رسول مقبول کی

یہہ حالت کہ زرد رنگتا رنگتا بدن کا دہن شوق بنگر محو تجلیات کبریا تہا اپنے تن کی خبر نہ سر کی پروا کیا خوب کلام شاعر ہے

شعر

روز می شہادت تو کہ جانہا شہید اوست
عاشور ماست گرچہ براے تو عید بود

اوسوقت رسول مقبول مع گروہ انبیا میدان کربلا میں ایستادہ شیشہ ہاتھ مین لیے ہوے خون اوٹھانے پر آمادہ فاطمہ زہرا کو اہتمام فرزند مین سب سے زیادہ خیال رسول مقبول سے زیادہ پریشان حال

للمولفہ

ڈوبا شفق مین جب مہ تابان مصطفےٰ
یعنی حسین ابن علی جان مصطفےٰ
باد خزان تھی اور گلستان مصطفےٰ
جب گر پڑا زمین پہ وہ جانان مصطفےٰ
خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

آیا جو وقت ظہر تو سجدہ ادا کیا
تن پر جو دیکھے زخم تو شکر خدا کیا
طے آپنے تمام مقام رضا کیا
دشمن نے جب کہ سر کو بدن سے جدا کیا
خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خون مین بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا
حور و ملک کا دیکھ ادسی دل او داس تھا
پر شاہ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا
جسم گرے زمین پہ تو کوئی نہ پاس تھا
خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اوٹھا لیا

اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

لکھا جو تیر تن پہ تو کہتے کہ یا الٰہ
یہہ کہکے جب زمین پہ گرے شاہ دین پناہ

رافضی جھولن مین بھنا یہ تڑپی تو ہی خود گوا
روح الامین نے اوٹھا تمکو تہے کرکے ایک آہ

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

ہر چند زخم کہاتی تہی او ضعف تہا کمال
جز یاد حق کسیکا نہ اوسوقت تہا خیال

جاری زبان پہ شکر خدا وند ذوالجلال
تلوار کہا کے جبکہ زمین پہ گری نڈہال

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

روایت ہے کہ جسوقت امام علیہ السلام پشت زین سے فرش زمین پر گری تو اول وقت ظہر تہا اور جمعہ کا دن گویا گھوڑے سے خم ہونا رکوع کیصورت اور پشت زین سی مائل بزمین ہونا بعینہ سجدہ کی حقیقت تہی عین سجدہ کی حالت مین خولی بن یزید سر کاٹنی کو پہنچا رعشہ اوسکے بدن مین پڑا تہا کانپنے لگے بعد اوسکے اوسکا بہائی شبل بن یزید سگ زرد برادر شغال آیا اور اوس امام دوجہان کے سینہ بی کینہ پر جو بوسہ گاہ نبوی تہا چڑہ کر سر مبارک تن سی جدا کیا اور اپنی بہائی خولی کو دیا افسوس نبی کا خانہ بیچراغ ہوگیا فاطمہ زہرا کا پہول باد خزان سے مرجہا گیا چراغ مزار مرتضوی گل ہوگیا جسوقت کہ شمر لعین نی سینۂ مبارک پر چڑہ کر سر مقدس کو جدا کیا تو اوسوقت حضرت

زینب اور کلثوم بھائی کا یہ حال دیکھ رہی تہین اوس وقت کی بیقراری اور اضطرار انکو بھائی کے واسطے زاری اور اشکباری کس زبان سے بیان ہو **نظم**

ناگاہ چشم دختر زہرا در آن میان
بر پیکر شریف امام زمان فتاد
بے اختیار نعرۂ ہذا حسین زد
سر زد چنانکہ آتش ازو در جہان فتاد

پس با زبان پر گلہ آن بضعۃ البتول
رو کرد با مدینہ کہ یا ایہا الرسول

این کشتۂ فتادہ بہ ہامون حسین تست
این صید دست و پا زدہ در خون حسین تست
این نخل تر کز آتش جانسوز تشنگی
دود از زمین رساند بگردون حسین تست
این ماہی فتادہ بگرداب خون کہ ہست
زخم از ستارہ بر تنش افزون حسین تست
این شاہ کم سپاہ کہ با خیل اشک و آہ
خرگاہ زین جہان زدہ بیرون حسین تست
این قرۃ محیط شہادت کہ روی دشت
از موج خون او شدہ گلگون حسین تست
این خشک لب فتادہ ممنوع از فرات
کز خون او زمین شدہ جیحون حسین تست
این قالب طپان کہ چنین ماندہ بر زمین
شہید نا شدہ مدفون حسین تست

پس رو سوی بقیع و بزہرا خطاب کرد
وحش زمین و مرغ ہوا را کباب کرد

کای مونس شکستہ دلان حال ما ببین
ما را غریب و بیکس و بی آشنا ببین
در خلد بر حجاب دو کون آستین فشان
واندر جہان مصیبت ما بر ملا ببین

لی لی دراجوابرخروشان بدکربلا	طغیان سیل فتنه وموج بلا ببین
تنہای کشتگان ہمہ درخاک وخون نگر	سرہای سروران ہمہ برنیزہا ببین
آن سر کہ بود بر سر دوش نبی مدام	یک نیزہ اش ز دوش مخالف جدا ببین
وان تن کہ بود پرورشش در کنار تو	غلطان بخاک معرکہ کربلا ببین

یا بضعۃ الرسول ز ابن زیاد داد
کو خاک اہلبیت رسالت بباد داد

روایت ہے کہ جب آپ زخمون سے چورچور ہوکر فرش زمین پر گرے تو اوسی حالت مین تلوار ماری شمر نامرد نے چہرۂ مبارک پرا ور پھر اوسپر سنان بن انس نخعی نے نیزہ مارا پس پرواز روح مبارک کا شمر کی تلوار اور سنان بن انس کے نیزہ لگنے کے ساتھہ ہوا اور **روایت ہے** کہ جب سر مبارک امام علیہ السلام کا تیل بن یزید کی تن سے جدا کیا تو قیس بن اشعث نے پیراہن شریف تن سے سر سے اوتار لیا اور حبیب بن موصل نے آپ کی تلوار کو اپنے قبضہ مین کیا اور شمر نے مع لشکر خیمہ اہلبیت رسالت کا آنکر لوٹ لیا جبکہ نظر اوسکی امام زین العابدین بیمار پر پڑی چاہا کہ اون کو بھی شہید کرے ایک شخص نے اوسکا ہاتھہ پکڑ کے کہا کہ کافر بھی لڑکے کو نہیں مارتے ہین اور یہہ تو مسلمانون کے سردار ہین اور بیماری سے زار و نزار شمر نے کہا کہ ابن زیاد بدنہاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نرہے اوس نے کہا کہ تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس بہیجدے جیسا وہ چاہے کرے پس اولٹ

سب کو قید کرکے اور بیبیون کو بے پردہ اونٹون پر سوار کرا و حضرت امام زین العابدین بیمار کو ایک اونٹ پر ڈالکر کوفہ کو مع سر ہای شہدا روانہ کیا اوسوقت حضرت زینب کا بہائی کی نعش پہ آنا اور رخصت کے کلمات فرمانا عجب طرح کا صدمہ قیامت خیز اور واقعۂ عبرت انگیز تہا نظم لمولفہ

بولین زینب یہہ مقتل مین اکر کربلاہی مین جاتی ہون بہائی
ہجر مین تیرے ہون سخت مضطر کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

خون مین آلودہ تیرا بدن ہے اور میسر نہ گور کفن ہے
ہای کیسا یہہ رنج و محن ہے کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

بہائی تہر اپنا مجہکو سہارا تو تہا دنیا مین مجہکو پیارا
تیری دوری ہو کیونکر گوارا کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

نعش پر اکی تونی وٹہائی لاکی خیمہ مین مجہکو دکہائی
ساری کشتی تباہی مین آئی کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

تونی افسوس پانی نہ پایا سر ہی نیزہ پہ تیرا چڑہایا
دیکہا جو کچہہ خدا نے دکہایا کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

کوئی سر پر ہمارے نہین ہے ہی جو عابد وہ زار و حزین ہے
سخت کلثوم اندوہگین ہے کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

ہای کس کسکو تسکین دونگی جا کی صغرا سی مین کیا کہونگی
ہجر مین کیسے زندہ رہونگی کربلاہی مین جاتی ہون بہائی

روایت ہے کہ عمر سعد نے ایکدن کربلا مین مقام کرکے اپنے جو لوگ مارے گئے تہے اون کو دفن کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اون کی رفقا اور اعزا کی لاشین تین دن تک ویسی ہی میدان کربلا مین دہوپ مین پڑی رہین تیسرے دن فرات کی کنارے غاضریہ ایک گاؤن ہے وہان کی لوگون نے جمع ہوکر امام علیہ السلام کا تن بے سر تو ایک قبر مین دفن کیا اور بنی ہاشم کو ایک جا اور باقی گنج شہیدان کو ایک جا دفن کیا۔ **روایت ہے** کہ جس دن حضرت امام علیہ السلام شہید ہوئے اوسدن کی مصیبت روز قیامت سی کچہہ کم نہتی

بلکہ بعض نشانیوں سے اکثر لوگوں کو ظاہر ہوا کہ شاید قیامت آج ہی قائم ہو گئی مجملہ
اون کے ایک یہہ ہی کہ جسوقت حضرت امام علیہ السلام شہید ہوئے تو دنیا مین ایسا اندہیرا
ہو گیا کہ کسیکو اپنا ہاتہہ اپنی آنکہہ سے نہ سوجہائی دیتا تہا اور آفتاب ایسا سیاہ ہو گیا تہا
کہ دن کو تارے نظر آنے لگے تہے اور یہہ حال آفتاب کا کیونکر نہو کہ جب ایسا آفتاب امامت
شہید ہو جائے تو کسیکو کیونکر قرار و آرام آئے چرند و پرند جڑی بوٹی کا دل اوس روز
خون ہو گیا یعنی روی زمین سے جہان کا پتہر اوٹہاتے تہے تو اوس جگہہ سے خون کے
فوارے جاری ہو جاتے تہے جو پتہر بیت المقدس کا اوس روز اوٹہایا اوس سے خون
تازہ لوگون نے جاری پایا اور آسمان کا رنگ سرخ ہو گیا تہا اور اوس سے سات روز تک
برابر خون برسا کیا یہان تک کہ لوگون کے برتن اوس خون سے بہر گئے تہے اور ایک
مدت اوسکا اثر زمین پر باقی رہا اور جس کپڑے پر وہ خون پڑا کپڑے ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا مگر خون اوس سے زائل نہوا اور چہہ مہینے تک آسمان کے کنارون پر وہ
سرخی باقی رہے چنانچہ سرخی شفق کی ابتک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہیگی

این سرخی شفق کہ برین چرخ مینا است	ہر شام عکس خون شہیدان کربلا است

ابن جوزی نے لکہا ہے کہ سرخی آسمان سے حکمت یہہ ہے کہ آدمی جب غضبناک ہوتا ہے
تو اوسکا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور حق سبحانہ تعالی جسم وغیرہ سے پاک ہے تا بس خداوند تعالی
نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا قاتلان حسین علیہ السلام پر دنیا مین یون ظاہر فرمایا
کہ آسمان سے خون برسایا اور زمین کا دل پہٹ سخت خون ہو گیا کہ جہان کا پتہر

لوگ اوس روز اوٹھاتی تھی خون تازہ اوسکے نیچے سے جاری پاتے تھے دوستو غور کرنیکا مقام ہی کہ جب لالہ زار امامت حضرت امام علیہ السّلام کا خون خاک کربلا پر اشقیا بہادین تو پھر زمین وآسمان کا دل کیونکر خون نہو جاوے

چون خون ز حلق تشنهٔ او بر زمین رسید	جوش از زمین بذروهٔ عرش برین رسید
نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند	طوفان بآسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار تا بمزار نبی رساند	گرد از مدینه بر فلک هفتمین رسید
یکبار جامه در خم گردون بنیل زد	چون این خبر به عیسی گردون نشین رسید
پر شد فلک ز غلغله چون نوبت خروش	از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وهم غلط کار کان غبار	تا دامن جلال جهان آفرین رسید

هست از ملال گرچه بری ذات ذو الجلال
او در دلست و هیچ دلی نیست بی ملال

پس خداوند تعالی کا تو یہہ حال اور رسول مقبول کے دل کا اوس روز ملال کیونکر بیان کیا جاوی مصداق جسکا ہی جو حضرت ام سلمہ نے اوسدن عالم رویا میں آپ کو پریشان حال دیکھا تھا ترمذی ہی روایت ہی کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں کہ جسدن حضرت امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئی مینے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ کو بعد دوپہر کے خواب مین دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہاین اور گرد و غبار ریش مبارک پر سر پر ہے اور ہاتھ مین ایک شیشہ ہے جسمین خون بھرا ہوا ہے اوسوقت مینے

سینے پر سے ہو لہو پوچہا کہ روحی فداک یا رسول اللہ یہہ کیا حال ہی آپنے فرمایا کہ اے
ام سلمہ کیا حال پوچہتی ہو اسوقت فرزند دلبند میرا حسین قتل ہوا اور آج اس شب
میں صبح سی اوسکا اور اوسکے ساتہیون کا خون بہرتا پہرتا ہون اور اسیطرح عبد اللہ ابن
عباس نے آپکو اوس روز خواب میں دیکہا تہا روایت ہے کہ جنگ بدر مین کفار
مکہ کے ساتہہ حضرت عباس بن عبد المطلب حالت کفر مین جب قید ہو کر آئے تہے
تو اون کی گریہ وزاری سے تمام رات جناب رسالت مآب نے آرام نفرمایا تہا اور وحشی قاتل
امیر حمزہ کی صورت سے باوصف ایمان لانے اور توبہ کرنیکے آپ بیزار تہے
یہان سے غور کرنا چاہیے کہ اہلبیت اطہار کی تشنگی اور ننہے ننہے بچون کی اذیت اور
حضرت امام برحق کی شہادت سے کیسا کچہہ صدمہ عنصر لطیف اور روح شریف کو
پہونچا ہوگا کہ جسکے بیان کرنے مین قلم کا سینہ شق ہوا جاتا ہے سچ یہہ ہی کہ حضرت
آدم کیوقت سے آجتک ایسا واقعہ عبرت انگیز اور سانحہ قیامت خیز کسی نبی کی اہلبیت
پر نہین گذرا اور خون رونا آسمان و زمین کا اور سیاہ ہونا تمام دنیا کا تین
دن تک اور ٹپکنا خون کا ہر درخت اور پتہر اور دیوار و در سے اور نوحہ کرنا جنات کا
کیا تعجب ہی بلکہ اوسی وقت اگر قیامت قائم ہو جاتی اور ہر شئی کو اوسی وقت
فنا ہو جاتی تو کچہہ تعجب نہ تہا پر قیامت قریب ہی اور حق تعالی نے ہر ایک چیز کا ایک
وقت مقرر کیا ہی اور روایت کی ہی ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے کہ جب بن
حضرت امام علیہ السلام نے شہادت پائی اوس روز جن اور پری آپ پر نوحہ وزاری

کرتے تھی اور آسمان سے اون کی رونی کی آواز آتی تھی جنات تین روتی تھی اور
اسطرح باواز بلند کہتی تھی قطعہ مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِینَہٗ * فَلَہٗ بَرِیقٌ فِی الْخُدُوْدِ * اَبَوَاہُ فِی عُلْیَا
قُرَیْشٍ * وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ * روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ نے جنون کا
نوحہ اور آہ وزاری سنی اور اسقدر روئین کہ روتے روتے بیہوش ہوگئین القصہ
حضرت امام علیہ السلام پر تو رونا قیامت تک سب مسلمانون کے واسطے باقی رہا اور
خاص عاشورہ کا تو وہ دن ہے کہ حضرت امام برحق کا غم والم تازہ ہوتا ہے
اور خاص اوسدن تو بلاشک روئے جناب سید المرسلین کے ساتھ حورعین حضرت
فاطمہ زہرا کے ساتھ اولیا روئے حضرت شیر خدا علی مرتضی کے ساتھ نظم

اندرین غم نے نہین ارض و سما بگریستند	اہل عالم از ثریا تا ثری بگریستند
در ہوای آن لب محروم از آب فرات	ماہی اندر آب و مرغ اندر ہوا بگریستند
اولیا گشتند ہمراہ مرتضی زاری کنان	انبیا باتفاق مصطفی بگریستند
در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر	از برای خاطر خیر النسا بگریستند
محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پہ ہو تمام

بیان روانگی اہلبیت اطہار بطرف کوفہ مع سرہای شہدا

روایت ہے کہ جب عمر سعد بدبخت نے عاشورہ کیدن سر مبارک حضرت
امام علیہ السلام کا خولی بن یزید کی سپرد کیا اور دوسرے روز مقام کرکے اپنی طرف
کے لوگون کو جو واصل جہنم ہوئی تھی دفن کیا اور امام علیہ السلام کے جسم لطیف او

جسید شرنیت کو گہوڑون کی ٹاپون سی چور چور کر ڈالا تب بارہوین تاریخ محرم کی شہیدون کے سرون کو برچہیون اور نیزون پر چڑہاکر میدان کربلا سی کوفہ کو لیچلا اہلبیت اطہار اوسکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہر طرح کی بی ادبی سے کشف حجاب پردہ گار ہین اونٹون پر سوار تہے آگے آگے شہیدون کے سر نیزون پر نمودار پیچہے پیچہے حضرت زینب کلثوم اور عابد بیمار خوف کے مارے کسی سے نہ بول سکتے سکتے کی حالت مین ہر ایک کا موںہہ تکتے تہے جسوقت میدان کربلا مین ہوکر اہلبیت کا گذر ہوا اوسوقت شہیدون کی لاشون کو خاک و خون مین پڑا دیکہکر ایسا شور نالہ و زاری بلند کیا کہ آسمان و زمین پر لرزہ طاری ہو گیا

نظم

چون راہ شان بمعرکۂ کربلا فتاد	گردون ز فکر سوزش و رنج ز افتاد
تابان بہ نیزہ رفت سر سروران دین	جماز ہاے پردگیان از قفا فتاد
از تند باد حادثہ دیدند ہر طرف	سروے ز پا درآمد و نخلے ز پا فتاد
ماندہ بہر طرف نگران چشم حسرتی	در جستجوے کشتۂ خود تا کجا فتاد
ناگہ نگاہ پردگی حجلۂ بتول	بر پارۂ تن علی مرتضیٰ فتاد
بیخود کشید نالۂ یا اخی چنان	کز نالہ اش بگنبد گردون صدا فتاد

پس کرد رو بہ یثرب و از دل کشید آہ
نالہ بگریہ گفت بہ بین یا محمدا آہ

این رفتہ سر بہ نیزہ ز اعدا حسین تست	وین ماندہ بر زمین تن تنہا حسین تست

این پر کشاده مرغ همایون سوی خلد
کش تیر تیر رسته بر اعضا حسین تست

این سر بریده از ستم زال روزگار
کز یاد برده ماتم یحیی حسین تست

این مهر منکسف که غبار مصیبتش
تاریک کرده چشم مسیحا حسین تست

این ماه منخسف که پروانشان اهلبیت
گویی گسسته عقد ثریا حسین تست

اندک چو کرد دل تهی از شکوه با رسول
گیسو گشوده دید سوی مرقد بتول

کای بانوی بهشت بیا حال ما ببین
ما را بصد هزار بلا مبتلا ببین

بنگر بحال زار جوانان هاشمی
مردان شان شهید و زنان در عزا ببین

آن گلبنی که از دم روح الامین شگفت
خشک از سموم حادثهٔ کربلا ببین

وان سینه که مخزن علم رسول بود
از شست کین نشانهٔ تیر بلا ببین

وان گردنی که داشت حمایل ز دست او
چون بسملش بریده ز تیغ جفا ببین

با این جفا نیند پشیمان وفا نگر
با این جفا زنند دم از دین حیا ببین

لختی چو داد شرح غم دل بمادرش
آورد رو به پیکر پاک برادرش

کای جان پاک بی تو مرا جان بتن دریغ
از تیغ ظلم کشته و زنده من دریغ

حرمان چرا است این تن بی سر کفن نبود
بر کشتگان آل پیمبر کفن دریغ

شیر خدا بخواب خوش و کرده گرگ چرخ
رنگین بخون لاله صفت پیرهن دریغ

آل نبی غریب و بدست ستم اسیر		آل زیاد کامروا اور وطن ذوریغ

اسی طرح جب قطع منازل کرکے کوفہ مین پہونچے تو لوگ کوچہ و بازار مین اپنے در و بام پر کہڑے ہوئی اہلبیت اطہار کا یہہ حال دیکہکر روتے تھے اور بیہوش ہوے جاتے تھے اوس روز ابن زیاد بد بہادلی دربار عام کیا تہا اور اوسی دربار عام مین اہلبیت اطہار کو مع سرہای شہدای کربلا کے بلا لیا تہا اور امام علیہ السلام کا سر مبارک طشت مین اپنے سامنے رکھکر مسکرایا اور ایک چہڑی اوس مردود کے ہاتہ مین تہی بار بار امام علیہ السلام کے لب و دندان پر مارتا تہا اور کہتا تہا اسی موہنہ سے دعوی خلافت کا رکہتے تہی اوسوقت حضرت زید بن ارقم رسول اللہ کے صحابی وہان موجود تھے اونہون نے فرمایا کہ اے مردود یہہ کیا بے ادبی کرتا ہے کہ حسین علیہ السلام کے لب و دندان پر چہڑی مارتا ہے قسم خدا کی بارہا دیکہا ہے مینے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے ان لب و دندان مبارک پر اور تو چہڑی مارتا ہے اوس مردود نے جواب دیا کہ ای زید بن ارقم اگر تو پیر ضعیف اور بیعقل نہوتا تو تجہکو ابہی قتل کرتا اونہون نے فرمایا کہ جب تم نے نبی کے فرزند اور رسول مقبول کے حرم ارجمند کے ساتہ یہہ معاملہ کیا ہے تو ہم لوگ کس شمار مین ہین ای ابن زیاد کل کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین امام علیہ السلام کو جنکا سر مبارک آج تیرے سامنے طشت مین رکہا ہے اپنے زانو پر بیٹہا کر فرمایا تہا کہ خداوندا امام حسین اور امام حسن علیہم السلام کو مین تیرے اور تیرے نیک بندون کے سپرد کرتا ہون

سو افسوس بعد نبی کے تم اہل کوفہ نے اس امانت مین ایسی خیانت کی کہ رسول
مقبول کے فرزند کا سر نیزہ پر چڑہایا اور اوسکی اہلبیت اطہار کو دربار ظالم مین
بے پردہ اسیر کرکے بلایا اسکی جزا منتقم حقیقی تجہکو دیگا انشاء اللہ تعالی روایت ہے
کہ جسوقت عمر سعد بد بخت ابن زیاد بد نہاد کے دربار مین آیا اور حرم محترم کو اوسکے
سامنے لایا اوس نے ایک ایک کا حال دریافت کیا جسوقت نظر اوس مردود کی حضرت
امام سید الساجدین یعنی جناب زین العابدین پر پڑی پوچہا کہ یہہ کسکا فرزند ہے عمر سعد نے
کہا کہ لڑکا امام حسین علیہ السلام کا ہی اور بسبب بیماری کے بچ رہا ہے اوس مردود
غضبناک ہوکر کہا کہ تجہکو حکم تہا کہ کوئی طفل شیر خوار تک آل عبا کا باقی نرہے تو
انکو کسواسطے چھوڑ دیا یہہ کہکر اوس موذی نے اونکے بہی قتل کا حکم دیا اوسوقت
حضرت زینب اور کلثوم سینہ سپر ہوگئین اور فرمانے لگین کہ ہمارے خاندان مین
مردون کے نام سے صرف یہہ ایک دم باقی ہے سو اوسکو بہی تو اسدم شہید کرتا ہے
پہلے ہم سب کو قتل کرے پیچہے اس لڑکے کو قتل کیجیو اوسوقت حضرت زینب نے ایسے کلام
اوس شقی سے کئے کہ جواب مین عاری ہوگیا اور حضرت زین العابدین کے خون سے
درگذرا راوی لکھتا ہی کہ بعد سوال و جواب کے ابن زیاد بد نہاد نے
حکم دیا کہ اسیران اہلبیت کو قید خانہ مین لیجاو اور حسین علیہ السلام کا سر مبارک نیزہ پر
چڑہاکر کوفہ کے کوچہ و بازار مین پھراؤ چنانچہ حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک نیزہ پر
چڑہاکر کوفہ کی گلیون اور بازارون مین پھرایا اور تمام اہل کوفہ کو دکہایا حضرت زینب

ارقم روایت کرتے ہین کہ جسوقت حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک میرے مکان کے قریب آیا مین اپنے بالاخانہ پر ایک کھڑکی مین بیٹھا تہا اور کلام اللہ پڑہتا تہا جسوقت اس آیت پر پہونچا۔ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا تو اوس مخ(؟) مقدس نے یہہ بات فرمائی۔ ان حالی اعجب منہ جب یہہ کلام امام مظلوم کے سر مبارک سے مینے سنا تو رونگٹے میرے بدن کے عبرت سے کھڑے ہوگئے اور مینے روکر کہا کہ ای فرزند رسول اللہ آپکا حال تو بیشک اصحاب کہف اور رقیم سے کہین زیادہ ہے۔ ای لوگو مقام عبرت ہے کہ جو سر شب و روز آغوش پیغمبر مین رہا کرتا تہا وہی سر نیزہ پر چڑہایا جاوے اور کوفہ کی گلیون مین پہرایا جاوے کیا خوب کلام شاعر ہے قطعہ

تو نالی از خلش و خار تنگری کہ سپہر	سر حسین علی بر سنان بگرداند
ید و بشادی و اندوہ دل منہ کہ قضا	چو قرعہ بر بمط امتحان بگرداند
یزید را بہ بساط خلیفہ بنشاند	کلیم را بلباس شبان بگرداند

بیان روانگی بندیان اہلبیت اطہار از کوفہ بدمشق نزد یزید پلید

روایت ہے کہ جب کوفہ مین سر مبارک کو ابن زیاد بد نہاد پہرا چکا اور بندیان اہلبیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا اوسکے بعد یزید پلید کے پاس روانہ کرنیکا ارادہ کیا اور سامان سفر مہیا و آمادہ ہوا شمر ذوالجوشن کو پانچہزار سوار کے ساتہہ مقرر کیا کہ بندیان اہلبیت اطہار اور سرہای شہدای کربلا کو

یزید پلید کے پاس پہونچاؤ چنانچہ بعد کئی دن کے قافلہ اہلبیت کا مع سرہائے شہدا شمر ذو الجوشن کی حراست مین کوفہ سے دمشق کو روانہ ہوا تمام شہدا کے سر نیزون پر آگے آگے چلے جاتے تہے اور پیچہے پیچہے بندیان اہلبیت روتے ہوئے چلے آتے تہے اور سب سرون مین امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ایسا منور تہا کہ جیسے ستارون مین قمر یا شفق کے بیچ مین مہر انور ہر منزل مین نئی طرح کی واردات اور ہر مقام پہ نئی طرح کی کرامات اوس فرق اقدس سے صادر ہوتی تہین کہ عقل بشر اوس کے بیان سے قاصر ہے۔ الحاصل بعد قطع منازل جب قافلہ شہر دمشق مین پہونچا یزید پلید نے تمام شہر کو آراستہ کیا اور سامان جشن درست کر دیا نوبت خوشی کی بجوائی اپنے محلون مین طرح طرح کی آراستگی کرائی دربار عام کا حکم دیا جب کہ سب طرف کے ایلچی اور امرائے شام آکر دربار مین حاضر ہوئے اوسوقت یزید پلید تخت حکومت پر بیٹہا اور اسیران اہلبیت کو مع سرہائے شہدا دربار عام مین طلب کیا شمر ذو الجوشن اسیران اہلبیت کو مع سرہائے شہدا اوسکے سامنے لایا اوس مردود نے ایک ایک کا حال پوچہا جسوقت امام علیہ السلام کا سر مبارک دیکہا ایک طشت زرین مین اپنے سامنے رکہا اور ایک چہڑی جو اوسکے ہاتہہ مین تہی بار بار اون لب و دندان مبارک پر لگاتا تہا اور کہتا تہا کہ اے ابو عبد اللہ مجہکو یہہ گمان نہ تہا کہ تیری مدت عمر یہان تک پہونچی ہوگی ۔ اور کتاب مناقب السادات مین لکہا ہے کہ جسوقت حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید پلید

نے سونے کے طشت میں رکھا اوس وقت بہت خوش ہوا اور شراب پیکر سر مبارک کے ساتھہ طرح طرح کی اہانت کرنے لگا اوس وقت بعضے صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسکے دربار میں موجود تھے یہہ حال دیکھکر رونے لگے اور فرمانے لگے کہ ای ملعون یہہ کیا بے ادبی ہے جو تو سر حسین علیہ السلام کے ساتھہ کرتا ہے ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ رسول مقبول ان لب و دندان کو بوسہ دیتے تھے اور حسین علیہ السلام کو اپنے زانو پر بٹہاتے تھے اوس روز یزید پلید نے ساتھہ صحابہ جلیل القدر کو شہید کرایا اور اوسکے دربار میں عجیب طرح کا تلاطم برپا تہا العیاذ باللہ کیا شقاوت تہی کہ یزید پلید نے حسین علیہ السلام کے طرفداروں تک کو شہید کرایا قیامت کے روز کیا جواب دیگا

نظم

ترسم جزاے قاتل او چون رقم زنند ۔ یکبار بر جریدۂ رحمت قلم زنند

ترسم کزین گناہ شفیعان روز حشر ۔ دارند شرم کز گنہ خلق دم زنند

دست عتاب حق بدر آید ز آستین ۔ چون اہلبیت دست بر اہل ستم زنند

آہ از دمی کہ با کفن خونچکان ز خاک ۔ آل نبی چو شعلۂ آتش علم زنند

فریاد از ان زمان کہ جوانان اہلبیت ۔ گلگون کفن بعرصۂ محشر قدم زنند

از صاحب حرم چہ توقع کنند باز ۔ آن ناکسان کہ تیغ بصید حرم زنند

پس بر سنان کنند سری را کہ جبرئیل ۔ شوید غبار گیسوش از آب سلسبیل

روایت کہ جس وقت لب و دندان مبارک سے یزید پلید نے تیغ چھڑی

لگائی اوسوقت سمرہ بن جندب حاضر تھے یہہ حال دیکھکر اون سے ضبط گریہ نہوسکا
بے اختیار روکر فرمانے لگے قطع اللہ یدک یا یزید چھڑی مارتا ہے اوس لب اور دندان پر
جو بوسہ گاہ نبوی ہے یزید ملعون نے کہا کہ ای سمرہ اگر تونے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ اوٹھائی ہوتی تو بیشک تجھکو اسوقت قتل کرتا
اونہون نے فرمایا کہ سبحان اللہ میرے حق مین تو صرف صحبت رسول کا خیال ہے
اور خاص فرزندان رسول ور جگر گوشگان بتول کا یہہ حال کیا کہ کوئی کافر بھی کسی
مسلمان کے ساتھہ ایسا نہین کرتا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہہ فرماکر روتے ہوئے اوس دربار سے اوٹھے اور تمام حاضرین دربار رونے لگے
روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بھی اوس روز دربار یزید مین حاضر
تھا یزید پلید سے پوچھا کہ یہہ سر مبارک جو طشت مین تیرے سامنے رکھا ہوا ہے
کسکا ہے اوس نے کہا اس شخص نے دعوی خلافت کا کیا تھا یہودی نے کہا شاید اپنی
قوم مین رئیس ہوگا جو دعوی خلافت اور امامت کا رکھتا تھا یزید نے کہا ہان یہہ
شخص اشراف بنی ہاشم سے تھا یہودی نے پوچھا کہ کیا نام رکھتا تھا یزید نے کہا کہ حسین
علیہ السلام پوچھا اسکے باپ کا نام کہا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پوچھا اسکی ماں کا نام
کہا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پوچھا فاطمہ کسکی لڑکی تھی کہا پیغمبر خدا احمد مجتبے صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہودی نے یہہ سنکر عمامہ سے پھینکدیا اور روکر کہنے لگا کہ یہہ کیون نہین
کہتے کہ تمہارے نبی کا فرزند ہے اور یہہ سب قافلہ اور ذریات رسول اور اولاد کی ہتوں سے

ای یزید پلید ہمارے اور حضرت داؤد پیغمبر کے واسطہ ستر پشت کا ہے اور
ابتک تعظیم اور توقیر میری یہودی لوگ کرتے ہین کل کی بات ہی جو جناب محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرمایا ہے اور آج تمنے اپنے پیغمبر کی
آل اور اولاد کے ساتھہ یہہ معاملہ کیا ہے کہ سلف سے آج تک کسی نے دیکھا نہ سنا
اور پھر دعوی اسلام ہے۔ **روایت ہے** کہ جسوقت یزید سر مبارک کے
ساتھہ بے ادبی کرتا تھا اوسوقت ایک ایلچی قیصر روم کا اوسکے دربار مین حاضر تھا
حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک دیکھکر بے اختیار فریاد وزاری کرنے لگا اور
کہنے لگا ای یزید کل کی بات ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت
فرمائی ہے اور آج تو نے اون کے فرزند کا یہہ حال کیا ہے اور جناب احمد مجتبی
کی ذریات طیبات کو بے پردہ دربار عام مین بلایا ہے ای یزید ابتک بعض جزایر
خر عیسی علیہ السلام کے سم کا نشان باقی ہے وہان ہم لوگ زیارت کیواسطے
جاتے ہین اور موافق اپنے مقدور کے نذر چڑہاتے ہین اور اوس نشان سم
کی تعظیم بجالاتے ہین افسوس صد ہزار افسوس کہ تمنے ظاہر اپنے نبی کے فرزند کو
جو راحت جان رسول اور قوت روح بتول تھا قتل کر ڈالا اور اوسکی آل اولاد کو
طرح طرح کی تکلیف پہونچا کر اپنے دل کا غبار نکالا یزید پلید نے جواب دیا کہ اگر تو
قیصر روم کا رسول نہوتا تو تجھکو اس بات پر بیشک قتل کرتا اوس نے جواب دیا کہ
لعنت خدا کی تجھپر ای یزید کہ رسول قیصر روم کا تو یہہ لحاظ اور اولاد رسول کا تنے [illegible]

کے ساتھہ یہہ معاملہ منتقم حقیقی قیامت کے دن اس ظلم کی جزا تجھکو اور تیرے
ساتھیون کو انشاء اللہ تعالی دیگا یہہ کہا اور رسول قیصر روم مغموم ہوکر اوسکے
دربار سے چلا آیا روایت ہے کہ جب سب طرف سے دربار مین یزید پلید کو
لعنت اور ملامت ہونے لگی اوسوقت اوس نے مردون سے کلام ترک کیا اور
بیبیان اہلبیت کو اپنے سامنے بلایا حضرت زینب اور کلثوم تشریف لائین جسوقت
اون کی نظر بہائی کے سر مقدس پر پڑی واجداہ وامحمداہ کہکر رونے لگین اور حضرت
زینب نے فرمایا کہ ای یزید آج تونے اپنی عورات کو پردہ مین بٹہایا اور نظر خلایق سے
بچایا ہے اور حرم رسول مقبول کو بے پردہ کرکے اونٹون پر سوار کرایا اور
مجمع عام مین اسطرح بلایا کل قیامت کے دن رسول مقبول کو کیا جواب دیگا
یزید نے پوچھا کہ یہہ کون ہے لوگون نے جواب دیا کہ حضرت حسین سید الشہدا
کی بہن اور جناب فاطمہ زہرا کی دختر زینب نام یہی ہین بعد اوسکے حضرت ام کلثوم
نے فرمایا کہ اسے یزید بہائی کی محبت اسوقت میرے دل مین جوش زن ہے اگر
تو اجازت دے تو بہائی کا سر اوٹہا کر اپنے گلے سے لگا لون اور اوسکے لب و دندان
پر اپنے لب و دندان ملون اوس نے اجازت دی حضرت ام کلثوم نے بہائی کے
سر مقدس کو ہاتہہ مین لیا اور لپٹ کر اسقدر روئین کہ بیہوش ہوگئین جب ہوش مین
آئین یزید پلید سے فرمانے لگین کہ اسے یزید جو بنا چند روز ہے ہمارا اور تیرا
انصاف قیامت کے دن انشاء اللہ تعالی ہوگا یزید پلید یہہ سنکر ترش رو ہوا اور حضرت

امام زین العابدین کو پوچھا کہ یہہ کسکا لڑکا ہے لوگوں نے کہا کہ علی بن حسین علیہ السلام ہے علی اکبر اور علی اصغر تو شہید ہوگئے یہہ بستر بیماری پر پڑے تھے اسواسطے اسیر کرکے تیرے روبرو لائے گئے ہیں یزید حضرت امام زین العابدین کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ ای فرزند حسین باپ تیرا چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر بیٹھے اور خطبہ اوسکے نام کا پڑہا جاے سو باپ تمہارا اپنی مراد کو نہ پہونچا حضرت امام زین العابدین نے جواب دیا کہ اے یزید پلید یہہ منبر جو مسجدون میں رکھے ہیں ہمارے باپ دادے کے ہیں یا تیرے باپ دادے کے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان کی میراث ہے کہ راہ خدا میں جہاد کئے ہیں اور دین مومنین کو دنیا میں پہیلایا ہے اور تیرے باپ دادے نے ہمارے گھر سے ایمان پایا ہے یزید یہہ سنکر غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو بھی قتل کرکے سر اسکا میرے پاس لا اوسوقت حضرت زینب اور ام کلثوم سینہ پیٹ پیٹ کر فریاد کرنے لگیں کہ اے یزید تمام خاندان رسول مقبول کو قتل کیا اور ابھی تک قتل کرنے سے باز نہیں آتا اب حرم رسول مقبول کا محرم سوا اس لڑکے کے اور کون باقی رہا ہے کیا یہہ چاہتا ہے کہ رسول مقبول کی اولاد دنیا میں باقی نرہے کیا یہہ چاہتا ہے کہ نبی کے مزار پر چراغ جلانے والا کوئی نہووے غرض اسطرح کے کلمات سنکر یزید پلید کے بدن پر رعشہ ہوا اور حضرت امام زین العابدین کے خون سے درگذرا الخ

کاش آنزمان سرادق گردون نگون شدے	وین خرگه بلند ستون بیستون شدے
کاش آن زمان کہ پیکر او شد درون خاک	جان جہانیان ہمہ از تن بردن شدے
کاش آنزمان کہ کشتی آل نبی شکست	عالم تمام غرقہ دریاے خون شدے
این انتقام گر نفتادے بروز حشر	با این عمل معاملہ دہر چون شدے

آل نبی چو دست تظلم برآورند
ارکان عرش را بہ تزلزل درآورند

روایت ہے کہ یزید پلید نے حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ ای فرزند حسینؑ تم میرے لڑکے سے جو تمہارے سامنے اسوقت کہڑا ہے کشتی لڑو تاکہ معلوم ہو کہ کس مین زور زیادہ ہے حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ ای یزید کشتی لڑنا ہمارا کام نہین ہے اگر تجہے شجاعت ہاشمی کا زور دیکہنا ہے تو ایک تلوار اپنے لڑکے کے ہاتہہ مین دے اور ایک میرے ہاتہہ مین دیدے تاکہ تجہکو زور ہاشمی دکہا دون یزید اسپر راضی نہوا اتنے مین نوبت بجنے لگی یزید کے لڑکے نے کہا کہ اے فرزند حسینؑ یہہ نوبت تو میرے باپ کے نام کی ہے اور تمہارے باپ کے نام کی نوبت کہان ہے حضرت امام زین العابدین نے سر جہکا لیا اور خاموش ہو رہے تہوڑی دیر نگذری تہی کہ موذن نے اذان دی جب صدا اکبر اللہ اکبر کی اوسوقت حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ ای لیسر یزید یہہ نوبت میرے باپ کے نام کی ہے کہ تا قیام قیامت اسیطرح بجتی رہے گی اور تیرے باپ کی

نوبت پہونچی ہے ای یزید پلید بتا کہ جبرئیل ہمارے گھر آیا کرتے تہے یا تیری
گھر وحی ہمارے یہاں اوتری ہے یا تیرے یہان آیہ تطہیر ہمارے حق مین
نازل ہوئی ہے یا تیرے حق مین الغرض اوس روز امام زین العابدین سے اسقدر
گفتگو دراز ہوئی کہ سننے والون کے رونگٹے ہیبت سے کھڑے ہوگئے

روایت ہے کہ جب یزید پلید حضرت امام زین العابدین سے قائل ہوا
اوسوقت کہنے لگا کہ ای امام اگر کوئی حاجت رکہتے ہو تو بیان کرو آپنے فرمایا کہ ای
یزید چار حاجتیں کہتا ہون ایک تو یہہ کہ میرے باپکے قاتل کو میرے حوالہ کر
تا کہ اپنے ہاتہہ سے اوسے گردن ماردن اس بات سے یزیدنے انکار کیا تب
امام نے فرمایا کہ میرے باپ کا سر مجہکو دے تا کہ تن مقدس سے ملا کر دفن کرون
تیسرے بندیان اہلبیت کو چہوڑدے تا کہ سب کو اپنے ساتہہ مدینہ منورہ لیجاؤن
اور اپنے جد بزرگوار کے روضہ منورہ پر جاکر عبادت الٰہی مین مشغول رہون چوتہے
کل جمعہ کا دن ہے مجہکو یہہ امید ہے کہ کل جامع مسجد مین خطبہ پڑہون یزیدنے
یہہ سب قبول کیا اور اہلبیت اطہار کو ایک تیرہ وتاریک مکان مین بہیجا جب کہ
دوسرا دن ہوا اور نماز جمعہ کا وقت آیا حضرت امام زین العابدین بحکم یزید جامع مسجد
مین تشریف لائے اوس روز جامع مسجد مین اسقدر خلقت کا ہجوم کہ کسی کو جگہہ نہ ملتی
تہی القصہ یزید پلید نے باصرار تمام اپنا وعدہ پورا کیا اور امام زین العابدین کو خطبہ
پڑہنے کا حکم دیا جسوقت حضرت امام منبر پر آئے ایک خطبہ مشتمر حمد الٰہی و نعت حضرت

رسالت پناہی پڑھ کر بیان کیا کہ اے لوگو جو مجھکو جانتا ہے وہ مجھکو اور میرے خاندان کو جانتا ہے اور جو نجانتا ہو وہ آج اسوقت جانے اور پہچانے کہ میں فرزند حسین ذبیح خنجر جفا کا ہوں ہتیجا حضرت امام حسن مجتبیٰ کا ہوں میں وہ ہوں کہ جبرئیل میرے گھر آیا کرتے تھے میں وہ ہوں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کے میوے کہلایا کرتے تھے باپ میرا جو نور دیدہ مصطفٰے اور سر و سینہ مرتضیٰ تھا اوسکو تاسیوں نے بہو کا پیاسا بے یار و آشنا تن تنہا میدان کربلا میں شہید کر ڈالا اور عورات کو اسیر کرکے بے پردہ اونٹوں پر سوار کرایا اور یزید نے بلوہ عام میں آج اسطرح ہم سب کو بلایا یہہ حال سنکر مسجد میں شور قیامت برپا ہوا تمام لوگ باواز بلند رونے لگے یزید اس نوحہ زاری سے ڈرا اور موذن کو اذان کا حکم دیا موذن پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر جسوقت موذن نے کہا اشہد ان محمد الرسول اللہ حضرت امام زین العابدین نے منبر سے اوتر کر عمامہ اپنے سر کا جدا کیا اور کہا اے موذن برائے خدا ذرا خاموش ہو موذن خاموش ہوا حضرت امام زین العابدین نے یزید کے پاس آکر کہا کہ اے یزید سچ بتا کہ یہہ محمد الرسول اللہ میرے جد بزرگوار ہیں یا تیرے اور اگر میرے جد بزرگوار جانتا ہے تو پھر کسواسطے تونے میرے باپ حسین ابن علی کو قتل کرایا اور رسول مقبول کی عترت کو قیدیوں کے طرح شہر بشہر پہرایا اور رخنہ دین متین میں ڈالا تمام لوگ مسجد میں روتے روتے بیہوش ہونے لگے اور اپنی زبان کہونے لگی الغرض اوسی حالت میں یزید

کے اشارہ سے موذن نے اذان پوری کی اور لوگون نے نماز ادا کی غرض اوس
روز جامع مسجد مین ایسا شور قیامت برپا ہوا تھا کہ کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا المختصر

لکھتا ہے یون راوی زیبا رقم ۔ ہو گئے زندان مین جو داخل حرم
اونمین تھی ایک دختر حضرت امام ۔ روتی تھی ہجران پدر مین مدام
باپ سے رکھتی تھی محبت کمال ۔ قید مین جا کر ہوئی غم سے نڈھال
باپ کی ہر وقت اوسے یاد تھی ۔ ہر دم آمادۂ فریاد تھی
ڈھونڈھتی تھی باپ کو دن رات وہ ۔ کاٹتی تھی رونے مین اوقات وہ
باپ کی گودی مین جو وہ رہتی تھی ۔ ہائے ابی ہائے ابی کہتی تھی
ہو نہ ہین زبان نام پدر کے لئے ۔ خون جگر دیدۂ تر کے لئے
بیبیان سمجھاتی تھین لیکن اوسے ۔ روتے ہی ہوتا تھا اب دن اوسے
قید مین ایک رات جو سوئی غریب ۔ کثرت اندوہ مین جاگے نصیب
خواب مین دیکھا کہ جناب حسین ۔ آئے ہین زندان مین بصد شور و شین
گود مین لیکر کہا اے میری جان ۔ ہجر مین کیون کرتی ہے شور و فغان
قید مین جس وقت کہ تو روتی ہے ۔ مجھکو بھی تکلیف بہت ہوتی ہے
روح تڑپتی ہے گریبان مین میرے اوداس ۔ جلد تو آجائے گی اب میرے پاس
صدمے مصیبت دکھاتی ہے تو ۔ روتی ہے اور سب کو رلاتی ہے تو
اوٹھ بیٹھی جو آنکھ کھلی خواب سے ۔ اشک روان دیدۂ پر آب سے

اوٹھی جو بستر سے وہ اندوہگین ‏ باپ کو ڈھونڈا تو نہ پایا کہین

خواب کی باتین ہوئین بالکل خیال ‏ وہی مکان وہی زمین وہی حال

شورش و فریاد جو کی بے شمار ‏ خواب سے سب چونک پڑے ایکبار

بیبیان سمجھاتی تھین اسے نورعین ‏ تو ہے کہان اور کہان ہین حسین

خلد مین وہ حضرت احمد کے پاس ‏ فاطمہ زہرا و محمد کے پاس

بولی کہ وہ پاس میرے آئے تھے ‏ کلمے تسلی کے بھی فرمائے تھے

جلد بتاؤ کہ کہان ہین پدر ‏ ورنہ مین مرجاؤن گی شوریدہ سر

پہونچی یہ آواز بگوش یزید ‏ جاگ پڑا خواب سے بھی وہ پلید

بولا کہ زندان مین یہ شور و فغان ‏ کسکے سبب ہوتا ہے پوچھو وہان

بولے کہ ایک دختر معصوم ہے ‏ باپ کے ہجران مین وہ مغموم ہے

شوق بھرا تھا دل بیتاب مین ‏ باپ کو دیکھا ہے ابھی خواب مین

صدمۂ ہجران کو اوٹھاتی ہے وہ ‏ روتی ہے اور سب کو رلاتی ہے وہ

ق

بولا کہ بس دردکی اوسکے دوا ‏ پاس میرے ہے اگر ہووے شفا

میرے خزانہ مین سر پاک ہے ‏ اوسکے مرض کے لئے تریاک ہے

الغرض اوس نے سر سرور دین ‏ اپنے خزانہ سے منگایا [illegible]

طشت طلائی مین تھا اسطرح سر ‏ جیسے کہ افلاک پہ شمس و قمر

آیا جو زندان مین وہ سرور کا سر ‏ تازہ دوبارہ ہوا داغ جگر

تہا گریہ وزاری سے تھا	رونا نہ کم ابر بہاری سے تھا
سدمہ جو گذرا دل صد چاک پر	دختر معصوم گری خاک پر
رو کے کہتے ہے کہ پیر ابا حسین	چہوٹ سکے جہکو گئے تنہا حسین
باپ کا سر دیکہتے ہی مر گئے	عالم ہستی سے سفر کر گئے
مرنے سے اوس دختر معصوم کے	ہو گئے زینب و کلثوم کے
گرچہ وہ گہر پہلے سے تہا غمکدہ	مرنے سے اوسکے ہوا ماتمکدہ
خلق مین ہے جتنی مصیبت کا نام	ختم ہوئی آل نبی پر تمام
محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

بیان روانگی اہلبیت اطہار از دمشق بطرف مدینہ منورہ

روایت ہے کہ جب یزید پلید اپنے دل کا حوصلہ پورا کر چکا اور ذریات رسول مقبول اور اولاد بتول کو طرح طرح کے صدمات پہونچا چکا بعد اوسکے سامان سفر کا مہیا کیا اور سب کو مدینہ طیبہ کیطرف روانہ کرنے کا حکم دیا اور کچہہ زاد راہ وغیرہ بہی درست کر کے نعمان بن بشیر کو مع چند سوارون کے محافظت کیواسطے مقرر کیا چنانچہ حضرت امام زین العابدین نے حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک لیا اور شہیدون کے سرون کو بہی یزید سے لیکر عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ کسطرح مدینہ سے تشریف لائے تہے اور اب کسطرح اودہر کو جاتے ہین۔ الحاصل ذریات رسول مقبول بدیدہ گریان

اور بدل ملول اون سرون کو بنظر تاسف دیکھتے ہوئے مدینہ طیبہ مین آئے
اور نعمان بن بشیر سے جو بہت ارادت اور عقیدت سے پیش آیا تہا اور کمال
اعزاز واحترام سے حرم رسول مقبول کو پہونچایا تہا سب کے سب راضی اور خوشنود
ہوئے اور شفاعت عقبیٰ کا امیدوار کیا روایت ہے کہ جسوقت
مدینہ والون کو خبر ہوئی کہ قافلہ حسین علیہ السلام کا آتا ہے تمام مشتاق زیارت
حسین علیہ السلام کے مدینہ طیبہ سے باہر نکلکر استقبال کو آئے تہے جسوقت
کہ نظر اون کی حضرت امام زین العابدین پر پڑی اور اون کا رونا دیکہا
سب کے سب بے اختیار رونے لگے پہر جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام کا
سر مبارک دیکہا اوسوقت تو مدینہ مین گویا قیامت قائم ہو گئی اوسوقت
کی نالہ وزاری اور ہر ایک کی بیقراری بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے
خصوصاً حضرت ام سلمہ کا قافلہ مین تشریف لانا اور حضرت امام علیہ السلام کے
سر کو ملاحظہ فرمانا اور ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا اور روتے روتے بیہوش
ہونا کس زبان سے بیان کرون کہ زبان کو بیان کی طاقت اور قلم کو اس حال کے
لکہنے کی جرأت نہین ہے الغرض اوسیطرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ذریات
رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر رسول مقبول کے روضہ منورہ پر آئین
اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا وہی سر مبارک جو شب و روز آغوش پیغمبر مین رہتا تہا
نبی کے مزار پر رکہدیا اور ایک آہ سوزناک دل صدچاک سے کہینچکر عرض کیا نظم

یارسول اللہ بیا آر از روضہ سر تا بنگری	اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین
در بلاے دشمنان دین گرفتار آمدہ	کس مبادا در جہان ہرگز گرفتار اینچنین

اوسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پہ ایک ایک کا رونا اور حضرت فاطمہ صغرا کا باپ کے واسطے بیتاب ہونا اور خواہران حسین کی گریہ وزاری اور حضرت امام زین العابدین کی فریاد وبیقراری خارج از بیان ہے

یارب بناے عالم ازین پس خراب باد	افلاک را درنگ و زمین را شتاب داد
تا زور داد خواہی آل نبی شود	از پیش چشم مرتفع این نہ حجاب باد
ہر کا ہلبیت گشتند یک زبان	در مہر سپہر چشم کواکب بخواب باد
لب تشنہ شہید جگر گوشہ رسول	ہر جا کہ چشمہ ایست بعالم سراب باد
از نوک نیزہ تافت سر آفتاب دین	در پردہ کسوف نہان آفتاب باد

القصہ حضرت امام زین العابدین روضہ منورہ سے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اوٹھا کر لائے اور جنت البقیع مین مدفون کیا اور خود یاد الہی مین مصروف ہوکر دنیا کی لذتون کو ترک کردیا رات دن کربلا کی مصیبت کو یاد کرکے رونے سے کام تہا نہ دن کو قرار نہ شب کو آرام باپ کی شفقت کو یاد آتے خون بہاتے تہے اور اکثر اوقات زبان مبارک سے فرماتے تہے ۔

بنگرے خفتہ اند از پس گریستم بے تو زسنگ سخت ترم من کہ زیستم بے تو

القصہ حضرت امام زین العابدین کا رونا تو عالم مین مشہور ہے یعنی بعد قتل

حضرت امام حسین علیہ السلام کے تینتس برس تک زندہ رہے مگر تمام کبھی رونے سے فرصت نپائی اور کبھی باپ کی یاد دل سے نہ بہلائی جب تشنگی غالب ہوتی تو پانی پی لیتے تھے مگر باپ کی پیاس یاد کرکے رو دیتے تھے۔ غور کرنیکا مقام ہے کہ میدان کربلا مین تمام اعزا اور اقارب نے مرتبہ بمرتبہ شربت شہادت نوش فرمایا اور کسی نے بجز اوس تین روز کے اور کچھہ صدمہ نہ اوٹھایا یہان حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کو ذرا بچشم خیال اور دیدۂ تصور دیکھنا چاہیئے کہ حالت بیماری مین ایک ایک کا جدا جدا صدمہ اوٹھانا اور عورات کے ساتھہ قید ہوکر کوفہ مین جانا اور پھر دمشق مین اہلبیت اطہار کے ساتھہ رہکر طرح طرح کے دکھ اوٹھانا اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لیکر مدینہ طیبہ مین آنا ایسا کچھہ صدمہ جان کاہ ہے کہ العیاذ باللہ والغیاث الی حضرت اللہ راوی لکھتا ہے کہ جہان حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بالاخانہ پر رویا کرتے تھے تو اوس جگہہ آنسو جمع ہوکر پرنالہ کی راہ سے باہر گرتے تھے ایک شخص اوس راہ سے گذرا اور اوسکے اوپر وہ پانی گرا اوس نے کپڑا دہونے کا ارادہ کیا ایک شخص نے جو حضرت امام علیہ السلام کے رونے سے واقف تھا کہا کہ اے شخص اوس پرنالہ سے جو پانی گرا کرتا ہے وہ آنسو ہین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ باپ کی مصیبت کو یاد کرکے رویا کرتے ہین

اس کپڑے کے دہونے کی کیا حاجت ہے کہ یہہ ہر ایک قطرہ تیرے واسطے
سبب نجات آخرت ہے **روایت ہے** کہ ایکبار جناب امام زین العابدین
علیہ السلام مدینہ کے کسی بازار کی طرف تشریف لئے جاتے تہے راہ مین ایک
قصاب کو دیکہا کہ بکری ذبح کرنے کو لایا ہے اور چہری کو پتہر پر تیز کر رہا ہے آپ نے
پوچہا کہ اس بکرے کو دانہ پانی سے بہی سیراب کر لیا ہے یا نہین اوس نے
عرض کیا کہ یا امام تین روز سے اسکو برابر دانہ کہلاتا ہون اور پانی وقت پر
پلاتا ہون تب آج گہر سے ذبح کرنے کو لایا ہون آپ نے یہہ سنکر ایک آہ
سرد دل پر درد سے کہینچی اور رو کر فرمانے لگے کہ کیا کوفیون نے میرے
باپ کو اس گوسفند سے بہی کمتر جانا جو تین روز تک بہوکا اور پیاسا میدان کربلا
مین رکہا اور اوسیطرح ذبح کر ڈالا یہہ سنکر وہ قصاب اور سارے ہمراہی
بیتاب ہوگئے اور اوسوقت عجب طرح کا شور ماتم برپا ہوا۔ غرض کہان تک
لکہین کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلواۃ کے وقت سے لیکر حضرت عیسیٰ
علیہ السلام تک کسی نبی کی آل اور اولاد پر ایسا سانحہ قیامت زا اور واقعہ
عبرت افزا نہین گذرا کہ جو جناب احمد مجتبےٰ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اہلبیت اطہار پر گذرا ہے آسمان اور زمین کا اس واقعہ پر خون رونا
ایک طرف حق یہہ ہے کہ اگر جناب رحمۃ للعالمین کا واسطہ درمیان مین ہوتا تو
عجب نہتا کہ اوسی روز قیامت آتی اور ساری دنیا نیست و نابود ہو جاتی +

نظم خاتمہ از مصنف

بس کن ای صوفی ازین حرف غم افزا بس کن | شمع سان سوخت دل خستہ سراپا بس کن
تا کجا گریہ کنی بر صفت ابر بہار | قطرۂ اشک تو شد صورت دریا بس کن
از زبان قلم خویش عجب عالم | سخنی گوہر نایاب بصفا بس کن
بہر احباب درین دفتر عالم از تو | نظم و نثر است بسی صوفی شیدا بس کن

نثر خاتمہ از طرف مطبع

جوہر تیغ زبان قلم حمد خداوند عالم ہے کہ جسنے شہدا کو مرتبۂ تقرب عطا فرما کر زندگانی جاوید بخشی اور آب خنجر ناطقہ نعت رسول اکرم ہے کہ جسکی نبوت پر سنگریزوں تک نے شہادت دی۔ بعد اسکے ارباب فضل و ہنر کی راے عالی پر روشن ہو کہ یہہ کتاب فیض انتساب مقبول کونین ذکر الشہادتین اوّل مرتبہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین مطبع الہی اگرہ مین چہاپی گئی اور شائقین نے بذریعہ خطوط کل جلدین طلب کین حتی کہ مطبع موصوف مین ایک جلد بہی باقی نہ رہی سبحان اللہ [illegible] کلام کی کیا قبولیت ہوگی کہ پہلے مرتبہ ایک ہزار جلد فروخت ہو لی اور مشتریونکی زبان پر صداے ہل من مزید جاری تہی چارون طرف سے طلبگاری تہی بعد اوسکے پہر

سوداگرون اور کتب فروشون کے تقاضے سے ایک ہزار جلد اور چھاپی گئی اور مصنف مدظلہ العالی نے دوسری مرتبہ نظر ثانی فرماکر قریب دو جزو کے نظم و نثر اور بڑھا کر تصحیح فرمائی تو چند مرتبہ اس مطبع مین سال بسال چھپ کر فروخت ہوتی رہی اور اب پھر چارون طرف سے آوازہ خریداری بلند اور ہر شخص اس کتاب مقبول کا خواہشمند تھا اس سبب ایکی دفعہ کمال اہتمام سے مطبع الہی آگرہ مین مصنف دام برکاتہ کی صحت سے ایکہزار جلدین چھاپی گئین - یا ایہا المشتاقین عالم ہے کہ کوئی کتاب بیان شہادت حضرت امام حسنین علیہم السلام مین بزبان اردو اس سے زیادہ مقبول اور مشہور نہین ہر شخص کو ایک کتاب اپنے پاس رکھنی بہت ضرورت ہے کہ ہر سال محرم مین اسکا پڑھنا اور سننا باعث حصول ثواب ہے کیونکہ یہہ کتاب لاجواب مقبول بارگاہ رب الارباب ہے

اشتہار رجسٹری

چونکہ اس کتاب مین خاص قسم کی محنت نظم اور نثر کی تالیف اور تصنیف مین کی گئی ہے اسواسطے جملہ صاحبان مطابع کو اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف کے قصد طبع کا نفرمائین اور اسی لحاظ سے یہہ کتاب بموجب قانون ایکٹ ۱۸۶۷ع کے داخل بہی گورنمنٹ ہو گئی ہے فقط

اختتام کوششہم ماہ ذوالحجہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۸۸۴ع

اسمای شہدا کربلا بترتیبی کہ شربت شہادت نوشیدند اہی جنت گردیدہ اند

حر مع پسر برادر حر علی بن حر عروہ غلام حر	زہیر بن حسان	عبداللہ بن عمر کلبی	بریر بن خضیر ہمدانی	وہب بن عبداللہ کلبی
عمرو بن خالد	خالد بن عمرو	سعد بن حنظلہ تمیمی	عمرو بن عبداللہ مذحجی	حماد بن انس
وقاص بن مالک	شریح بن عبید	مسلم بن عوسجہ مع یک پسر	ہلال بن نافع بجلی	عبدالرحمن عبداللہ یزنی
یحیی ابن سلیم المازنی	عبدالرحمن بن عروہ غفاری	عمرو بن مطاع الجعفی	قیس بن منبہ	ہاشم بن عتبہ
حبیب ابن مظاہر صحابی	حرہ باصر آزاد کردہ ابوذر غفاری	انس بن معقل اصبحی	عابس بن شبیب الشاکری مع غلام	حجاج بن مسروق جعفی موذن لشکر امام علیہ السلام
سیف بن حارث بن سریع مع پسر عم خود	قاری غلام ترک آزاد کردہ حضرت امام زین العابدین	حنظلہ بن سعد بجلی	یزید بن زیاد الشیقاق	سعد بن عبداللہ الثقفی از اقربا و محمد حنیفہ
جنادہ بن حارث انصاری مع یک پسر خود	مرہ بن ابی مرہ غفاری	محمد مقداد عبداللہ دجانہ	سعد غلام حضرت علی علیہ السلام	قیس بن ربیع
اشعث بن سعد	عمر بن قرظہ	عنظلہ	حماد	محمد بن انس

اسعد بن ابی وجانہ	فیروز غلام امام حسین علیہ السلام	عبد اللہ پسر مسلم عقیل	جعفر بن عقیل	عبد الرحمن بن عقیل
عون و محمد فرزندان جعفر طیار	عبد اللہ بن حسن علیہ السلام	عمر بن حسن علیہ السلام	ابو بکر بن حسن	عباس بن علی
عثمان بن علی علیہ السلام	عبد اللہ بن علی	محمد بن علی	جعفر بن علی	علی اکبر فرزند حضرت امام حسین
علی اصغر در کنار امام علیہ السلام از تیر حرملہ بن کاہل				

بعد این ہمہ خود جناب امام حسین علیہ السلام بروز عاشوری بوقت نماز جمعہ بعمر ۵۶ سال و پنج روز در کربلا شہید شدند رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

تصحیح اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۷	امام کی	امام مظلوم کی	۳۳	۳	سراقی	سراوقی
؍؍	۱۷	رفتی	رفتے	۵۳	۸	ہوشیاری کردینا	ہوشیاری سے کردینا
۱۰	۷	درود و سلام	درود اور سلام	۸۷	۱	دون کے	دونوں کے
۲۱	۱۳	السیادہ	الستادہ	۷۹	۱۷	سرگرم شکو	سرگرم شکوہ
۲۶	۲	تاو توانائی	تاب و توانائی	۸۳	۶	اور رن اجازت	اور رن کی اجازت
؍؍	۱۳	رہی ہو	کر رہی ہو	۸۷	۱۴	اور فرما کہ	اور فرمایا کہ
؍؍	۱۴	ری	کھرے	۹۲	۲	فرصت اور	فرصت نہ دو اور
۲۸	۱۶	فرمایا	فرما	۹۴	۸	پہ وجان مصطفے	پردہ جان مصطفے
۲۹	۱۳	اورا ورشدت	اور شدت	۹۷	۴	یزید لے تن سے	یزید نے سر تن سے
۳۱	۱۴	بوبادہ	نوبادہ	۱۱۵	۱۵	خلقت کا ہجوم کہ	خلقت کا ہجوم تھا کہ

فہرست مضامین کتاب ذکرات الشہادتین

واسطے سند اس معنی کے کہ یہ کتاب مصنف مدظلہ العالی کی صحت سے مطبع الہی میں چھاپی گئی ہے مہر مہتمم مطبع کی ثبت ہے

نقشۂ مدینہ منورہ و قبہ شریف آنحضرت صلعم
قبر شریف آنحضرت
کتبہ سید اولاد علی